قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی (القرآن الکریم)

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

جولائی 1993ء

ماہنامہ

المرشد

لاہور

اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ - ٹاؤن شپ لاہور

اداریہ

سود --- اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے اسے حرام اور ممنوع قرار دیا- لیکن اسلامی مملکت پاکستان کا صدر' وزیر اعظم' وزیر خزانہ' تمام وزراء' ممبران اسمبلی' ماہرین اقتصادیات و بنکنگ' اپنے تمام خطرناک اختلافات کے باوجود ایک بات پر متفق ہیں کہ سود جائز ہے اور اسلام سود کو اپنے اندر جذب کرنے کا اہل نہیں اس لیے ناقابل عمل ہے- اسلام کا اپنا ایک مربوط اور مضبوط اقتصادی نظام موجود ہے' علماء اور مسلمان ماہرین اقتصادیات اور بنکنگ کی ایسی سینکڑوں تصانیف اور تحریریں موجود ہیں جو اقتصادیات' فنانس اور بنکنگ کے ہر پہلو کا تفصیلا" اور محققانہ احاطہ کئے ہوئے ہیں- یہ تمام ماہرین اور محققین اس حقیقت پر متفق ہیں کہ اسلامی نظام حیات میں نہ سودی نظام کی کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کے کسی متبادل یا نقل کی کوئی گنجائش ہے- اگر اسلام میں کسی انسان کا قتل ممنوع ہے تو کسی ایسے متبادل کی بھی اجازت نہیں کہ قتل کی بجائے ہاتھ پیر توڑے جائیں یا کسی کو اپاہج کر دیا جائے - شراب حرام ہے' منع ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وائن ممنوع ہے اور وہسکی یا بیئر کی اجازت ہو جائے- اسی طرح سود حرام ہے تو یہ حرام ہے اس کی کوئی قسم جائز نہیں ہو سکتی- اس کے کسی متبادل کی اسلام میں گنجائش نہیں-

یہ جو طبقہ سود کا متبادل پیش کرنے کا مطالبہ کرتا ہے - وہ کوئی ایسے جاہل نہیں کہ ان کو اسلام کی اقتصادی نظام کا پتہ نہیں- جانتے بجھتے وہ سب کچھ ہیں- پاکستان کے کروڑوں مسلمان جو رقم سیلز ٹیکس اور سینکڑوں دوسرے ٹیکسوں اور مہنگائی کی شکل میں اربوں ڈالر بطور سود مغرب کے یہود کو ادا کرتے ہیں' اس کے بدلے اس خاص طبقے کو کھربوں ڈالر کی رقم ترقیاتی پروگراموں کے لیے قرضے کے نام پر یکمشت ذاتی عیاشیوں کے لیے وصول ہوتی ہے وہ آپ کے اور میرے دین کی خاطر کیوں چھوڑیں؟ ہماری جہالت اور دین سے غفلت کافائدہ اٹھاتے ہوئے مطالبہ کر ڈالتے ہیں کہ سود کا متبادل پیش کرو-

اگر سود پر قرض لینے کا یہ گناہ واقعی ملک کی ترقی کے لیے کیا جاتا تو شاید ملک کی حالت بھی کچھ مختلف ہوتی- مغرب کے یہود یہ قرضے اپنے پسندیدہ طبقے کو برسراقتدار رکھنے کے لیے ان کی ذاتی خوشحالی اور عیاشی کے لیے دیتے ہیں- اور پھر اس ملک کا ہر باشندہ ' آپ اور میں' ہمارے بیٹے اور بیٹیاں' پوتے اور نواسیاں اس قرض کا سود در سود روزانہ ادا کرتے رہتے ہیں- اس مسلمان ملک کے ہر مسلمان مکتب فکر کا عالم اور مولوی جن کی وعظ و خطابت کی آواز صبح و شام اسلام کی مدح میں لاؤڈ سپیکروں سے گونجتی ہے وہ بھی بخوشی یہ سود دیتا ہے- تبلیغی جماعت سے وابستہ ہر فرداور جماعت اسلامی کا ہر ممبراور ورکر یہ سود دیتا ہے- اللہ کی عبادت اور ذکر کے لیے راتوں کو جاگنے والا ہر پیر اور صوفی یہ سود دیتا ہے- ناموس رسول پر مرمٹنے والا ہر نوجوان روزانہ یہ سود یہود کی نذر کرتا ہے- کیا مسلمان کہلانے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ بنک میں سودی اکاؤنٹ نہ کھلوایا جائے ؟ پوری قوم تو کیا' آنے والی کئی نسلوں تک کو سود یہود کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے تو مفتیان دین اپنا فتوٰی مرحمت فرمائیں کہ کیا قرآن اور نبی آخر زمان کے احکامات بدل گئے ہیں؟ اے علمائے اسلام! بتاؤ کیا تم سب صرف اس بات کے مکلف ہو کہ منبر پر بیٹھ کر اتنا کہہ دو کہ سود کا لینا دینا حرام ہے- بس اتنا کہہ دینے سے تمہاری گردنیں اللہ کے عذاب کی گرفت سے بچ جائیں گی؟ اور تمہاری مسلمانی بھی قائم رہ جائے گی؟ پوری قوم کو خنزیر پالنے' کاٹنے' اس کی کھال اتارنے' اس کا قیمہ بنانے' اس کا گوشت بیچنے اور اس کی ہانڈیا پکانے میں مصروف دیکھتے رہو- جب کہ اس کاروبار کے سرپرست تم سے پوچھتے ہیں کہ خنزیر کا متبادل لا کر دکھاؤ ورنہ اسلام اسلام کی رٹ بند کرو' اور خنزیر کھاتے کھلاتے رہو اور تم بغلیں جھانکنے لگتے ہو- دین کے رہنماؤ! اسلام کے مبلغو! صلوۃ و درود کا ورد کرنے والو! تم سب کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ تم نے تیرہ کروڑ مسلمانوں کے اس اسلامی ملک میں یہود کے پٹھوؤں کی عیاشی کے لیے ایسے گھناؤنے اور خلاف اسلام کاروبار کی کھلی اجازت دے رکھی ہے- کہاں ہے تمہارا ایمان' کہاں ہے تمہاری غیرت محمدیؐ؟

جماعت اسلامی جسے ملک کی سب سے بڑی' مضبوط اور منظم اسلامی تنظیم کا دعوٰی ہے میں اس کے امیر سے یہ پوچھنے کی جرات کرتا ہوں کہ آپ نے اور آپ کی جماعت نے ایک آدھ پمفلٹ کے علاوہ ان پینتالیس سالوں میں سود کے خلاف کونسا عملی قدم اٹھایا ہے ؟ تبلیغی جماعت کا دعوٰی کہ رائے ونڈ کا اجتماع حج کے بعد دنیا کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اس اجتماع میں شامل ہر فرد جو لقمہ منہ میں ڈالتا ہے اس پر یہود کو سود ادا کیا جاتا ہے جس ٹاٹ پر وہ نماز پڑھتا ہے اس میں بھی یہود کا سود شامل ہے- اس بڑے اور عظیم اجتماع اور تحریک کے رہنماؤں سے پوچھ رہا ہوں کہ وہ کونسے اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں- جس جماعت کا ہر فرد یہود مغرب کے سود در سود قرض میں گروی ہو- اور وہ اس کے خلاف "اف" تک کرنے کی جرات نہیں رکھتے؟

بظاہر ان دو جماعتوں کی طاقت کا یوں احساس ہوتا ہے کہ اگر یہ خم ٹھونک کر میدان میں ڈٹ جائیں تو سود کیا! ملک میں مغرب کا دیمک زدہ نظام چند دنوں میں ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے - لیکن یہ جماعتیں شاید اندر سے کھوکھلی ہیں یا ان کو اپنی طاقت کا صحیح اندازہ نہیں یا ان کے رہنما "چوہے سے ہاتھی کا خوف" کے مرض میں مبتلا ہیں- شاید ان کا حال ایسا ہی رہے تاوقتیکہ اللہ ان ہی میں سے کسی صاحب دل کو رہنمائی کے لیے پیدا فرمادیں -

تاج رحیم

جس میں نہ ہو انقلاب
موت ہے وہ زندگی

اللہ جل شانہ کی نازل کردہ کتاب نبی آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے ذاتی ارشادات' اللہ کا ذاتی کلام اس کا افتتاحیہ اور ابتدائی جملہ۔ فاتحۃ الکتاب کا پہلا جملہ ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے۔

الحمد للہ رب العلمین○ سارے کمالات ساری خوبیاں ساری تعریفیں جو شے بھی جو کام بھی جو بات بھی حسن و خوبی کے زمرے میں آتی ہے وہ ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے اس لیے کہ وہ رب ہے سارے جہانوں کا العلمین کا لفظ ایک اللہ کی اپنی ذات کے علاوہ باقی ساری کائنات کو سمو لیتا ہے اللہ کی اپنی ذات کے علاوہ جو کچھ بھی صنعت باری جہاں کہیں بھی ہے اسے یہ لفظ سمو لیتا ہے اور اس سارے کا رب ہے اللہ یہ جملہ بنیاد بھی ہے اسلام کی اور کمال اور انتہائے اسلام بھی یہی ہے۔

آپ نے قانون فطرت کو دیکھا ایک بہت تناور درخت جو برسوں میں بڑھ کے بڑا ہوتا ہے بعض ایسے درخت ہیں جو صدیوں میں اپنی جوانی کو پہنچتے ہیں پھر ان پر پھل لگتا ہے اس پھل کا حاصل اسی درخت کا بیج ہوتا ہے اور اس بیج سے پھر وہی درخت اگتا ہے جو بیج ہوتا ہے جو تخم ہوتا ہے وہی انتہائی کمال پر آخر بنتا ہے قرآن حکیم کا پہلا جملہ اس بات پر پختہ کرتا ہے بندے کو کہ سارے جہانوں کا رب اللہ ہے اور اللہ کریم توفیق دے تو ساری عمر کوئی نیکی کرے عبادت کرے ذکر اذکار کرے ساری عمر اللہ کو یاد کرے تو حاصل ساری عمر کا اسی یقین کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے کہ واقعی اللہ ہی کائنات کا رب ہے۔

رب کون ہوتا ہے اصحاب نعت نے جو اس کی شرح فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ہر ضرورت مند کی ہر ضرورت ہر جگہ اور ہر وقت پوری کرنے والے کو رب کہتے ہیں اب اس کے لیے اس میں کتنے اوصاف چاہئیں سب سے پہلے تو اس کا علم اتنا وسیع ہو کہ جہاں کہیں کوئی وجود ہے صرف اس وجود سے واقف نہ ہو اس کی ضرورت سے بھی واقف ہو۔ اس کا خزانہ اتنا وسیع ہو کہ سارے جہانوں کی ضرورتیں مل کر بھی اس کے خزانے سے متجاوز نہ ہو سکیں اس کی قدرت اتنی کامل ہو کہ کسی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اسے کسی سے پوچھنا نہ پڑے۔ کسی سے مانگنا نہ پڑے۔ کسی سے مشورہ نہ لینا پڑے۔ کسی کا انتظار نہ کرنا پڑے وہ ایسا قادر ہو کہ جس چیز کو جہاں پہنچانا چاہے اس میں کوئی تاخیر واقع نہ ہو اور ان سب اوصاف کو آپ جمع کریں تو صفات باری کا ایک جزو بنتے ہیں یہ وہ خود ہی جانتا ہے کہ اس کے اوصاف لا محدود ہیں انسان ان کی گنتی و شمار نہیں کر سکتا اس کی ذات ایک ہے لیکن اس کی صفات کی حد نہیں ہے وہ کس طرح سے اس نظام کی نگہداشت فرماتا ہے۔ آپ زندگی کے کسی ایک نظام کا مطالعہ فرما لیجئے اس نے حیوان' حیوانات میں قسمیں چرند پرند درندے کتنی اقسام بنائیں ان کو مختلف عادات دیں ان کے لیے مختلف غذائیں مقرر فرمائیں۔ ان کو مختلف ضروریات دیں وہ ایسا قادر ہے کہ جہاں گوشت خور درندے ہوں گے وہاں وافر مقدار میں شکار ہونے والے جانور بھی پائے جائیں گے آپ درندوں کا صفایا کر دیجئے آپ کے جنگلوں میں شکاری جانور نہیں ملیں گے تو شکار ہونے والے جانور بھی نہیں ملیں گے۔ جہاں زیادہ جنگلات ہوں گے

انہیں پانی کی زیادہ ضرورت ہو گی وہاں زیادہ بادل برسیں گے آپ جنگلات کو صاف کر دیں برسات کی تعداد میں کمی آ جائے گی۔ ایسا نظام ہے اس کا جہاں جہاں جس چیز کی ضرورت پیدا ہوتی جائے گی وہاں وہ چیز اس طریقے سے پہنچتی جائے گی کہ آدمی کی عقل سمجھ ہی نہیں سکے گی کہ یہ چیز یہاں کیسے پہنچی اس کی طلب اس کا سبب وہاں سے ختم کر کے تجربہ کر کے دیکھیے تو وہ نعمت وہاں سے مٹتی چلی جائے گی آپ یاد کرنے کی کوشش کیجئے آپ کا حافظہ بڑھتا چلا جائے گا آپ زبانی یاد رکھنا چھوڑ دیں نوٹس لینا شروع کر دیں آپ کا حافظہ نیچے آنا شروع ہو جائے گا آج تک کے انپڑھ انگلیوں پر گن کر لاکھوں کو جمع کر لیتے تھے آج لوگوں نے کالکولیٹر کا سہارا لیا اب دو جمع دو کے لیے کلکولیٹر تلاش کرنا پڑتا ہے سمجھ نہیں آتی کیا بنے گا۔ جس جس چیز کی ضرورت ختم ہوتی جائے گی وہ اوصاف بھی سلب ہوتے چلے جائیں گے جہاں جہاں جس چیز کی ضرورت پیدا ہوتی چلی جائے گی وہاں وہ نعمت بھی آتی چلی جائے گی۔ لیکن انسان کے لیے اس سے بڑھ کر کریم ہے جتنا ساری کائنات پہ اس نے کرم فرمایا کائنات کا نظام ایسا ہے کہ جہاں ضرورت CREATE ہوتی ہے ضرورت پیدا ہوتی ہے وہاں اس کی تکمیل کے اسباب اللہ کی ربوبیت سے پہنچ جاتے ہیں۔

لیکن انسان کا معاملہ اس سب سے الگ ہے انسان کو ضرورت پیدا کرنے کا شعور بھی خود دیتا ہے انسانوں پہ جب کرم فرماتا ہے تو انہیں یہ فکر بھی دیتا ہے کہ کسی شے کی ضرورت پیدا کی جائے انسان کے علاوہ پوری کائنات میں اللہ کی ساری تخلیق میں کسی کو یہ فکر نہیں۔ رب العلمین دیتا ہے۔ چیزوں کی خصوصیات فطری ایسی ہیں کہ جہاں وہ جمع ہوتی ہیں ان کی ضرورت پیدا ہوتی ہے ان کی تکمیل کے اسباب پہنچا دیتا ہے ذرائع پیدا کر دیتا ہے لیکن انسان اس کی اتنی محبوب اتنی پیاری اور اتنی شاہکار تخلیق ہے کہ اسے ہر حال میں ہر قیمت پر اور بے شمار رعایتیں دے کر اللہ کریم اسے ٹوٹنے پھوٹنے سے بچا کر رکھنا چاہتا ہے لیکن زبردستی نہیں۔ یہ بھی اس کا کمال کرم ہے کہ انسان کو اگر وہ زبردستی اور باندھ کر بچا کر رکھتا تو اس نے بے شمار مخلوق کو فطری اصولوں میں باندھ دیا ہے اس سے باہر نہیں جاتے۔ حتیٰ کہ اس کی مقرب مخلوق جو فرشتہ ہے وہ بھی اپنے اور فطری ضوابط میں بندھا ہوا ہے اس سے باہر نہ وہ جاتا ہے نہ جا سکتا ہے نہ جانے کی سوچ سکتا ہے بظاہر تو یہ نظر آتا ہے کہ اگر انسان کو بھی یہ پابندی لگا دی جاتی تو بڑا کرم ہوتا کہ یہ ٹوٹنے پھوٹنے سے محفوظ رہتا لیکن انسان کو اس نے صرف ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ نہیں رکھا اسے اس نے صرف سالم رکھنا پسند نہیں فرمایا بلکہ اسے اور قریب بلایا ہے اتنا قریب اتنا قریب کہ وہ کہتا ہے تو میرے اتنا قریب آ کہ تو خود کھو جا اور میں ہی میں نظر آؤں۔ باقی کائنات میں کسی کو یہ قرب نہیں بخشا۔ انسان ایک ایسی اکائی ہے ایک ایسا شاہکار ہے جو اپنی ذات میں قائم بھی رہتا ہے اور اللہ کے اتنے قریب چلا جاتا ہے کہ وہ نہیں بھی رہتا اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے اس ترقی درجات کے لیے فطری مجبوریاں جو ہیں وہ آڑے آتی ہیں۔ اگر باندھ کر قریب کیا جاتا تو یہ ساری کائنات کہتی رب العلمین اس ایک کو تو فطری اصولوں میں جکڑ کر اپنے اتنا قریب کر دیا اور ہم جو سارے انہیں اصولوں میں جکڑے ہوئے ہیں ہم کیوں باہر رہ گئے۔

اس نے ان امور میں جو اس کی اپنی ذمہ داری ہے جنہیں تکوینی امور کہتے ہیں موت و حیات بیماری و صحت امارت و غربت عزت و ذلت ان سب میں انسان کو فطری امور میں پابند کر دیا لیکن اپنی پسند سے اطاعت الٰہی کرنے پر اختیار دے دیا اب جب یہ اپنے اختیار سے اپنی خواہشات کا کھلا ہوا راستہ چھوڑ کر اس راستے پہ چلتا ہے جہاں قرب الٰہی موجود ہے تو دوسری کائنات کے لیے اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی کائنات کا کوئی ذرہ بھی اپنی پسند سے اپنی خواہشات چھوڑ کر مرضیات باری کی طرف جانے کی سکت نہیں رکھتا وہاں انسان اکیلا ہو جاتا ہے۔ اس بظاہر بہت مشکل میں ڈال کر پھر وہ اتنا کریم ہے کہ اس نے چھوڑ نہیں دیا اس نے

اتنے روشنی کے مینار بنائے ہیں اس راستے پر کہ اسے چھوڑ کر جانے کے لیے آنکھیں بند نہیں کرنا پڑتیں آنکھوں پر پٹی باندھنا پڑتی ہے جو انسان بھی بنی آدم کا جو فرد بھی بھٹکتا ہے وہ صرف آنکھیں بند کر کے نہیں بھٹکتا بلکہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر بھٹکتا ہے پھر بھی اس کا دل کہتا رہتا ہے کہ تو غلط کر رہا ہے اور تو اپنا نقصان کر رہا ہے اس کے اندر پھر بھی وہ آواز زندہ رہتی ہے۔

انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام کا کام ہی یہی تھا کہ اللہ کریم نور نبوت میں یہ قوت دیتا تھا کہ جب نبی مبعوث ہوتے تو بنی آدم میں یہ فکر اور اس کی شمع فروزاں کرتے کہ بحیثیت انسان ہمیں کس سمت چلنا ہے یہی کام تھا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا اللہ کریم نے انسانوں پہ یہ احسان فرمایا کہ انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور نبوت ان میں اس فکر کو نمو بخشتی تھی کہ ہماری ضرورت کیا ہے احساس ضرورت پیدا ہوتا تھا وہ احساس ضرورت اس چیز کی طلب پیدا کرتا انسانوں میں اور وہ طلب رحمت باری کو لانے کا سبب بن جاتی اور یوں بنی آدم ٹوٹ پھوٹ سے نکلا جسے آپ کفر کہتے ہیں جسے آپ برائی کہتے ہیں جسے آپ تباہی کہتے ہیں وہ کیا ہے وہ انسانیت کی ٹوٹ پھوٹ ہے کہ یوں نوع انسانی اس ٹوٹ پھوٹ سے بچ کر سلامتی کے راستے پہ چلتی ہوئی بارگاہ الوہیت میں باریاب ہوئی۔ یہ سلسلہ آدم علیہ الصلوۃ و السلام سے شروع ہو کر آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل چلتا رہا ایک ایک قریے میں تین تین نبی اور رسول مبعوث ہوئے ایک ایک علاقے میں متعدد نبی اور رسول مبعوث ہوئے جن خوش نصیبوں میں حرارت باقی تھی انہیں نور ایمان نصیب ہوا وہ اللہ کی بارگاہ میں باریاب ہوئے جنہوں نے اپنے اوپر اتنی ظلمتیں لادی تھیں کہ ان کے چراغوں میں جلنے کی سکت باقی نہ تھی ہمیشہ کی تباہی کے نظر ہو گئے اتنا اندھا پن انہوں نے اپنا لیا کہ انہیں نور نبوت میں بھی راستہ سجھائی نہ دیا لیکن بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انقلاب آفریں تھی پوری انسانیت اور انسانی تاریخ نے کبھی اگر انقلاب دیکھا ہے تو وہ ہے بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انقلاب آفریں اور ہر پہلو ہر شعبہ زندگی میں انقلاب آیا کہ اب اس کے بعد کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہو گا یہ بھی ایک بہت بڑا انقلابی کام تھا کہ ساری انسانیت کے لیے بیک وقت ایک نبی اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس سے پہلے جو نبی جو رسول مبعوث ہوتا ہے وہ اپنی قوم کی زبان میں اور اپنی قوم کے مزاج کے مطابق ضابطہ حیات بھی لاتا تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نسل انسانی کے مزاج پر مبعوث ہوئے اور نوع انسانی کے لیے ضابطہ حیات لائے یہ بھی انقلاب تھا ساری انسانیت تباہی اور ذلت سے دو چار تھی ہر طرف کفر و شرک کے ساتھ ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بڑا انقلاب برپا کیا کہ تباہی کی طرف جاتا ہوا انسانی تاریخ کا دھارا انسانی عظمتوں کی طرف مڑ گیا اور بلندیوں کی طرف مڑ گیا جاہل جو تھے وہ دنیا کے استاد بنے خانہ بدوش جو تھے وہ روئے زمین کے سلطان بنے متفرق اور ایک ایک بسنے والے لوگ جو تھے انہوں نے ساری انسانیت کو ایک جگہ جمع کرنے کا فریضہ سر انجام دیا دنیا کے ظالم ترین افراد جو تھے وہ دنیا میں انصاف کے داعی بن کر ابھرے چور اور ڈاکو جو تھے انہوں نے انسانیت کو امانت کا درس دیا اس سے بڑا انقلاب کبھی سوچا بھی جا سکتا ہے؟ لیکن کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسانی مزاج بدل گئے؟ انسان پھر کبھی نہیں بھٹکیں گے؟ انسانی مزاج نہیں بدلیں گے؟ انسانوں کو روبوٹ نہیں بنایا گیا انسان انسان ہی تھے اور ان میں بولنے اور بھٹکنے کی خاصیت اسی طرح تھی تو جب نبی نہیں ہونا تھا کوئی نیا مبعوث تو رب جلیل نے برکات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دوام بخشا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی زمانے کسی دور کسی عہد کی پابند نہیں تھی اور نہ ہے آج بھی نبی ہے ساری انسانیت کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی برکات آج بھی پوری انسانیت کے لیے راہنما اور رہبر

ہیں اور انسانی فکروں کو جلا دینا آج بھی برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے آج بھی ساری انسانیت کے لیے ضابطہ حیات ہے تعلیمات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اگر ساری انسانیت کے لیے اللہ کی کتاب ہے تو اللہ کی کتاب انسانوں کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی بندے نے اللہ سے براہ راست حاصل نہیں کیں ساری انسانیت نے اللہ کی بات بھی اللہ کے رسولؐ سے حاصل کی اور اسی کی شرح ہے عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل۔ یہ اسی کتاب اللہ کی شرح ہے اور یہی رہنما ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کائنات بسیط میں پوری انسانیت کے لیے۔

لیکن ان تعلیمات کے ساتھ اس قلبی حرارت کی بھی ضرورت ہے فکر کو جلا بخشنے والے اس شعلے کی بھی ضرورت ہے انسانی سوچ کا دھارا بدلنے والی اس بجلی کی بھی ضرورت ہے جس کا جھٹکا اس کے ذہن کو صحیح سمت میں بدل دے جب یہ پاگل ہونے لگے جب اس کا دماغ کام چھوڑنے لگے جب اس کا دل الٹی طرف دھڑکنے لگے جب اس کی خواہشات غلط سمت کو سوچنے لگیں تو کوئی حرارت کوئی شعلہ کوئی جلا کوئی ضو اسے واپس لانے کا سبب بن جائے وہ تھیں برکات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب نظام ربوبیت ایسا ہے کہ جہاں جہاں جتنی جتنی ضرورت ہوتی ہے وہاں وہاں اتنی اتنی وہ نعمتیں پہنچتی رہتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات کو وہ لوگ دیئے جنہیں چشم فلک نے نہ ان سے پہلے دیکھا تھا' نہ ان کی مثال ان کے بعد کبھی دیکھے گا۔ انہوں نے اپنے پیچھے جو چھوڑے وہ ان کے بعد دوسرے درجے کے مثالی انسان تھے انہوں نے جو چھوڑے وہ تیسرے درجے کے بلند پایہ مثالی انسان تھے انسانیت کا خلاصہ تھے جسے Cream Of The Nation کہا جاتا ہے نا نسل انسانی کی کریم جو تھی وہ لوگ تھے۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرون ثلاثہ کے بعد مسلمانوں میں اجتماعی بے حسی کبھی نہیں آئی آپ چودہ سو سال کی تاریخ کو دیکھیں گے تو مسلمانوں میں اگر ایک خطے میں سستی آئی ہے تو دوسرے خطے میں جلا بھی جذبہ بھی اور دینی حرارت بھی موجود ہے اگر ایک طرف حکمران عیاش ہو گئے ہیں تو دوسری طرف کوئی فقیر حکمران جہاد میں بھی مصروف ہے۔ اگر ایک طرف کے علماء دنیادار ہو گئے ہیں تو دوسری طرف فقیر منش علماء حق کا درس بھی دیتے ہوئے نظر آئیں گے آپ کو پوری اس گزشتہ ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں یہ تقابل نظر آئے گا کہ اگر مشرق وسطی کی سلطنتوں پہ تاتاری چڑھ دوڑے ہیں اور وہ لوگ تباہی سے دو چار ہیں تو سرزمین ہندوستان پر اللہ کے دین کی آذانیں بلند کرنے والے حکمران مساجد میں خود جا کر نمازوں کی قیادت کرنے والے سلطان موجود ہیں وہی تاتاریوں کا لشکر اسی دریائے سندھ کو عبور کرنے کی جرات کیوں نہیں کرتا۔ وسط ایشیاء سے اٹھ کر مشرق وسطی تک تمام سلطنتوں کو روندنے والا تاتاری لشکر کبھی دریائے سندھ میں گھوڑے ڈالنے کی جرات نہیں کرتا کیوں؟ اس کے اس کنارے پر وہ سلطان موجود ہے جو حدیثیں لکھ کر جو قلمی قرآن کے نسخے لکھ کر انہیں بازاروں میں بیچ کر اپنے لئے کھانا پیدا کرتا ہے اور ان کی سلطنت کی حدود بنگالہ سے لے کر سندھ تک اور ہمالہ سے لے کر دکن تک موجود ہیں یعنی تاریخ ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں اگر ایک طرف کے مسلمان میں بے حسی آئی ہے تو دوسری طرف کے مسلمان میں اسلامی غیرت بھی موجود ہے۔ اگر ایک طرف کے علماء دنیادار ہو گئے ہیں تو دوسری طرف کے علماء فقیر منش بھی موجود ہیں۔ اگر ایک طرف کے صوفی اور پیر نذرانے لینے پر آ گئے ہیں تو دوسری طرف اللہ کا نام بتانے والے بھی موجود ہیں۔ اس نے تاریخی توازن کو قائم رکھا اور اسلام

بحیثیت دین اور مسلمان بحیثیت قوم اللہ کی زمین پر موجود رہا یہی وجہ تھی کہ برکات مصطفوی کے حاملین صوفیاء و صلحاء جنہیں ہم اولیاء اللہ کہتے ہیں انہوں نے چند لوگوں کی تربیت کی پتہ ہے کیوں؟

میں نے عرض کیا ہے نا ربوبیت کے اپنے ضابطے ہیں جتنی جتنی ضرورت ہوتی ہے اتنی اتنی نعمت تقسیم ہوتی رہتی ہے ضرورت یہ ہوتی تھی کہ کہیں کوئی حکمران دین کی تڑپ رکھنے والا موجود ہے اسے کوئی ایک صوفی میسر آجاتا تو وہ پورے نظام سلطنت کو دین کے مطابق ڈھال دیتا اللہ کریم نے ان لوگوں کو محدود رکھا چند خوش نصیب ہوتے تھے لاکھوں میں چند جنہیں کسی صاحب حال صاحب دل کی صحبت نصیب ہوتی وہ چند وہ پانچ یا وہ دس شاگرد جو تھے وہ دس سلطنتوں کی تبدیلی کا سبب بن جاتے دس سلطان ان کے سامنے زانوتہہ کر کے بیٹھتے ان کے قدموں میں اور دس حکمران ان سے ہدایت لیتے تو دس ممالک سدھر جاتے تھے زمانہ اپنی رفتار چلتا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زمانی اعتبار سے دور کرنے والی ہر گھڑی محبت کے جذبات کو بھی سرد کرتی چلی گئی زمانے کی دوری نے دلوں کی روشنیوں کو مدھم کر دیا دلوں کے درد کو ٹھہراؤ دے دیا دلوں کی تڑپ کو طلب سے نا آشنا کر دیا وہ جذبے جو دلوں کو تڑپاتے تھے طلاطلم بپا کیا کرتے تھے وہ جذبے سرد ہونا شروع ہو گئے آج ہم نے جس زمانے میں ہم نے آنکھ کھولی یہ عجیب زمانہ ہے۔

ایسا زمانہ پہلے کبھی نہیں آیا آج وہ دور ہے کہ دنیا میں انسانوں میں عددی اعتبار سے افرادی اعتبار سے سب سے بڑی قوم مسلمان ہے پوری دنیا کی آبادی لگ بھگ چھ ارب یا چھ سو کروڑ ہے جس میں دو ارب یا دو سو کروڑ ایک قوم ہے مسلمان باقی دنیا کی قوموں کی تعداد آپ نہیں گن سکتے جو چار ارب میں ہے اکیلی ایک قوم دنیا کا ایک تہائی ہے حکومت و سلطنت کے اعتبار سے انڈونیشیا ملائشیا سے لے کر مغرب تک زمین کا جتنا حصہ مسلمانوں کے پاس ہے دنیا کے نقشے پر دیکھ لیجئے بیک وقت اتنی زمین اتنا رقبہ کسی ایک قوم کے پاس نہیں جتنے وسائل زندگی کے جتنے ذرائع اور جتنے سورسز مسلمان کے پاس ہیں خواہ وہ بندر گاہیں ہیں خواہ وہ گرم سمندر ہیں خواہ وہ زرخیز میدان ہیں خواہ وہ گنگناتی ندیاں اور دریا ہیں خواہ وہ چشمے پہاڑ اور برفانی چوٹیاں ہیں یا وہ تپتے ہوئے صحرا ہیں دنیا کا ہر موسم دنیا کا ہر CLIMATE ہر طرح کا خطہ زمین اور سب سے اعلیٰ خطہ زمین مسلمانوں کے پاس ہے دنیا میں جتنے معاشی وسائل اللہ نے زمین کے سینے میں رکھ دیئے ہیں جتنے معدنیات ہیں کوئلہ ہو سونا ہو یا جواہرات ہوں تیل ہو یا پٹرولیم ہو جتنی معدنیات اور جتنے زیر زمین خزانے ہیں آپ روئے زمین کا نقشہ سامنے رکھ کر دیکھئے۔

لینڈ سکیپ مسلمانوں کے پاس زیادہ ہے اور سب سے زیادہ مار مسلمانوں کو پڑ رہی ہے دنیا کی رزیل ترین قوم یہودی' اس کے نام سے مسلمان ایسے کانپتا ہے جیسے کوا بندوق سے لرزتا ہے کمزور ترین قوم ہندو مسلمان کو مارنے میں اتنی تیز ہے کہ اسے دو چار پانچ ہزار مسلمان مار دینا تو کوئی بات ہی نہیں۔

کبھی آپ نے سوچا ایسا کیوں ہے یہ جو مغربی طاقتیں جن کی طرف ہم خیرات کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہیں جب تک مسلمانوں کے پاس شرط وسطیٰ میں تیل نہیں نکلا تھا ان کے آباؤ اجداد چھکڑوں پر لکڑی کے پہیوں کے چھکڑوں پر خچر جوت کر سواریاں کرتے تھے یہ دوسری عالمی جنگ میں بھی کیا تھا امریکہ میں برطانیہ میں کینیڈا میں کیا تھا کتنی سڑکیں تھیں کتنے شہر آباد تھے کتنے وسائل تھے کچھ بھی نہیں تھا وہی لکڑی کی گھوڑا گاڑیاں تھیں تیل مسلمانوں کے پاس نکلا ملک ان کے بن گئے یکسر تبدیل ہو گیا ان کی دنیا ہی بدل گئی وہاں جنت بن گئی زمین پر اور مسلمان ان کا پس خوردہ ان سے خیرات میں مانگتے ہیں اپنے وسائل انہیں دے دیتے ہیں اور پھر ان سے خیرات مانگتے ہیں یہ کیوں ہے اتنی ذلت و رسوائی کسی زمانے میں کسی قوم پر مسلط نہیں ہوئی۔

آپ کو فطرت کا ایک قانون سامنے رکھنا ہو گا جو انسانی مزاج میں بھی ہے ہم خود ایک بڑی خوبصورت کرسی بنواتے ہیں اس لیے کہ ہم اس پر بیٹھیں گے اگر اسے گھن کھا جائے اگر اس کی ٹانگ لنگڑی ہو جائے اگر اس کی سیٹ ٹوٹ جائے بیٹھنے کے قابل نہ رہے تو آپ اسے کتنا سنبھال کر رکھیں گے کباڑ خانے میں پھینک دیتے ہیں چولہے میں جلا دی جاتی ہے ہم ایک مکان بناتے ہیں سر چھپانے کے لیے وہ برسات سے بھی نہ بچائے اس سے دھوپ کا تحفظ بھی نہ ہو اندھیری طوفان بھی سارا اس کے اندر جاتا ہو تو آپ اس کو گرا کر نیا بنائیں گے یا اسے بیٹھ کر دیکھا کریں گے کہ یہ مکان کھڑا ہے یہ مسلمان قوم بھی رب جلیل نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے بنائی تھی۔

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللہ۔ تم وہ بہترین قوم ہو جو دوسروں کے لیے جیتے ہو بھلائی کو نافذ کرتے ہو برائی کو روکتے ہو اور یہ سارا کام اس لیے کرتے ہو کہ تم اللہ کے ساتھ یقین رکھتے ہو ہم نے بھی اپنا اصلی مصرف چھوڑ دیا بھلائی کا حکم دینے کی بجائے برائی سے روکنے کی بجائے خود بھلائی چھوڑ دی اور برائی میں مصروف ہو گئے اللہ کے ساتھ ایمان سے محروم ہو گئے دعویٰ رہ گیا عمل محروم ہو گیا نتیجہ کیا ہوا نتیجہ یہی ہو گا کہ ہمیں بھی کباڑ خانے میں پھینک دیا جانا چاہیے تھا اور آپ دیکھ لیں کہ دو سو کروڑ مسلمان کباڑ خانے میں پڑے ہیں اور پٹ رہے ہیں جل رہے ہیں مارے جا رہے ہیں توڑے جا رہے ہیں کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ ہر جگہ یہ سوال ہوتا ہے کہ اس کا حل کیا ہو گا تو آپ دیکھیں مسلمانوں کا حال دیکھیں آپ کہ جو جو جس جرم میں مشہور زمانہ تھا وہ شخص اس اس منسٹری کا وفاقی وزیر بنا دیا جاتا ہے جو ڈاکے میں مشہور ہو وہ وزیر داخلہ جو چرس سمگل کرنے میں مشہور ہو نارکاٹک کا وزیر بن جاتا ہے جہاں حکومت روز اعلان کرتی ہے ملک میں اسلام نافذ کیا جائے گا وہاں حکومت کے وزیر کہتے ہیں کہ سود کے بغیر زندگی محال ہے۔ ایک عام آدمی جو حکومت پہ تنقید کرتا ہے ملک کا سیاسی لیڈر جو حکومت پہ الزام دیتا ہے۔ ہر سیاسی لیڈر قوم کے دکھوں کو بیچ کر اس سے دولت جمع کرتا ہے۔ ہمارا وہ طبقہ جو اللہ کا دین پڑھانے والا تھا وہ دین کے نام پر اتنی دولت جمع کر چکے ہیں کہ ان سے اپنی دولت شمار نہیں ہوتی وہ گن نہیں سکتے آپ ان کے پھٹے ہوئے کرتے نہ دیکھیں یہ محض دنیاداری کے لیے ہیں نیا کرتہ سلا کر اس پر دو دو چار چار دس دس ٹاکیاں لگا لیتے ہیں لیکن آپ ان کا بنک بیلنس چیک کریں وہ اربوں میں چلا گیا ہے وہ لوگ جو روکھی سوکھی کھا کر راتوں کو جاگ کر راتیں زندہ رکھ کر لوگوں کو اللہ اللہ سکھایا کرتے تھے وہ کہتے ہیں پیسے ہمیں دے جاؤ تم بے فکر ہو کر سو جاؤ ہر خانقاہ حکومت کے خزانے سے زیادہ خزانہ دبائے بیٹھی ہے تو جب حکومت ظالم، وزیر چور، علماء دین فروش اور پیر ڈاکو ہو جائیں گے تو کیا حال ہونا چاہیے قوم کا جس کے سارے ہاتھ پیر توڑ دیئے جائیں جس کی آنکھیں نکال دی جائیں جس کے کان اور ناک کاٹ دیا جائے اس زندہ لاش کا کیا حشر ہونا چاہیے۔ یہ قوم جسے آپ مسلمان قوم کہتے ہیں اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے ہیں اس کی آنکھیں نکال دی گئی ہیں اس کے ناک کان کاٹ دیئے گئے ہیں اس کی زبان کٹ چکی ہے یہ حق بولتی نہیں حق سنتی نہیں حق پر عمل نہیں کرتی یہ زندہ لاش ہے جو تڑپ بھی نہیں سکتی اور اسے گدھیں نوچتی رہتی ہیں۔

لیکن اللہ بڑا کریم ہے اور وہ رب ہے سارے جہانوں کا اس کی ربوبیت کسی کو کسی حال میں بھی محروم نہیں کرتی آپ اگر برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پڑھیں یا جسے آپ تصوف کہتے ہیں اس کی تاریخ پڑھیں قرآن حکیم نے اسی کو تزکیہ کہا ہے اور تزکیے کا ترجمہ تصوف سے کر دیا گیا ہے حقیقت میں یہی برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خیر القرون کا زمانہ تھا تابعین سے لے کر آج تک ہر صاحب حال کے ساتھ پانچ چار دس چنے ہوئے

لوگ ہوئے ہیں اور ان لوگوں نے آگے کام کیا ہے لیکن اب جو زمانہ آیا وہ ایسا آیا کہ نہ کوئی سلطان دین کا طلب گار رہا نہ کوئی مدرسہ اور خانقاہ دین کی طلب گار رہی۔ نہ کوئی سیاست دان اور دیندار دین کا طلب گار رہا ہر طرف دولت کی ہوس نے ڈیرے ڈال دیے ہیں تو رب جلیل کی ربوبیت خاصہ نے ایک نئی کروٹ لی اس کے اپنے کام ہیں اور اس کے کام بڑے عجیب ہیں یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک وسیع موقع ایسا پیدا کر دیا کہ ہر آنے والے کے قلب کو روشن کیا جائے۔ یہ میرا کمال نہیں ہے یہ آپ کا کمال نہیں ہے یہ اس کی ربوبیت کے ظہور کا موقع تھا یہ ہماری قسمت کہ کہ ہم اس کی لپیٹ میں آ گئے یہ اس کا کرم کہ اس نے ہمیں موقع دے دیا یہ اس کا احسان کہ اس نے ہمیں موقع دے دیا یہ موقع تھا یہ ضرورت تھی انسانیت کی کہ کوئی اب چار پانچ چھ سے اصلاح ہونا ممکن نہیں ہے اب دس بیس پچاس شاگردوں سے اصلاح ہونے کا امکان نہیں ہے اب اس عہد کی ضرورت ہے جس طرح ظہور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہر آنے ولا شرف صحابیت سے نوازا گیا اب اس کی ضرورت تھی کہ ہر آنے والا شرف ولایت سے نوازا جائے اس میں کسی کا' نہ آپ کا' نہ میرا' نہ کسی عالم کا' نہ کسی فقیہہ کا' نہ کسی پیر کا' نہ کسی مدرسے کا کمال ہے۔ یہ اس کے اپنے کرم کے ظہور کا موقع تھا۔ دوسری دنیا تو پہلے گمراہ تھی جب ان کی اصلاح کے لیے پیدا کئے جانے والا مسلمان بھی گمراہ ہو گیا۔ تو اب کسی طوفان کی ضرورت تھی اب کسی طلاطم کی ضرورت تھی اب کسی انقلاب کی ضرورت تھی اور ہر انقلاب' انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود سے جنم لیتا ہے اب پھر نور مصطفوی کی ضرورت تھی کہ ظلمات زمانہ کا سینہ چاک کیا جائے۔ رب جلیل نے تم خوش نصیبوں کو وہ موقع بخشا کہ جس کو محلے میں کوئی نہیں جانتا ہے جس نے مدرسے کا منہ نہیں دیکھا جسے سیدھی طرح سے عربی کا پڑھنا نہیں آتا اس کا دل بھی روشن کر دیا جائے اس کے دل میں بھی تجلیات باری موجزن ہونی چاہیے ایسا کریم ہے اس نے کہا اس کا سینہ روشن کر دو یہ اپنی نماز درست کرتا رہے گا ارے کمال ہے پہلے تو لوگ نماز درست کرتے پہلے تو لوگ دین سیکھتے پہلے تو لوگ مجاہدہ شروع کرتے پھر برسوں بعد انہیں لطیفہ قلب کروایا جاتا فرمایا نہیں ان کے قلوب روشن کر دو یہ نمازیں سیکھتے رہیں گے یہ کسی کے باپ کا نہیں ہے۔ میں اپنے باپ کا نہیں دے رہا میرا باپ فوج کا سپاہی تھا پیر نہیں تھا میری سات پشتیں جہاں تک میں جانتا ہوں سارے فوجی سپاہی تھے ہماری کوئی گدی نہیں ہے ہمارا کوئی پیشہ نہیں ہے ہمیں راستے سے پکڑ کر اللہ نے اس کام پہ لگا دیا اور یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے اس سیلاب بلا کو پانچ برسوں میں جاپان سے امریکہ کے ساحل تک پہنچا دیا اگر ملک کی حکومت بھی چاہے تو وہ چار پانچ برسوں میں کیا' وہ سو برس میں بھی کوئی بین الاقوامی تنظیم قائم نہیں کر سکتی دنیا کا کوئی ملک ان کے پیچھے لگنا گوارا نہیں کرے گا۔ یہ نور نبوت کی برکات ہیں کہ جاپان سے لیکر لاس اینجلیز تک بڑے بڑے فاضل ایک ایک لمحے کی برکات کا انتظار کیا کرتے ہیں۔

لیکن میرے بھائی اگر کسی کو جواہر مل جائیں اور وہ ان کی قیمت سے آشنا نہ ہو تو اس کے لیے ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت سعدی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حکایت لکھی ہے کہ کوئی کاشتکار اپنے باجرے سے چڑیاں اڑا رہا تھا وہ پتھر تلاش کرتا انہیں گھما کر چڑیوں پر پھینکتا پتھر اٹھاتے اٹھاتے کہیں سے کوئی خزانہ مل گیا جواہرات کا بھرا ہوا کوئی خزانہ تھا اسی میں ہاتھ ڈال کر وہ سارا دن پرندے اڑاتا رہتا تھا اس کے لیے اتنی ہی خوبی تھی کہ یہ بڑے خوبصورت گول گول پتھر ہیں انہیں پھینکنا انہیں مارنا مزے دار کام ہے اسے یہ سمجھ نہ آئی کہ مجھے اتنی دولت مل گئی ہے جو دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس بھی نہ ہو۔ یہ بھی وہی دولت ہے اور جو اس سے آشنا نہیں ہوتا وہ وقتی مفاد اور چھوٹے چھوٹے فائدوں پر اپنے پیر کہلوانے پر اپنے ہاتھوں پر بوسہ دلوانے پر کسی

سے چھوٹا سا تحفہ لینے پر شاکر ہو جاتا ہے ارے خدا کے بندے یہ بجلیوں کا طوفان ہے یہ تو انسانیت میں انقلاب بپا کر سکتا ہے اسے اتنا سستا نہ بیچ اس کو چند لمحوں کی نیند پہ قربان نہ کر یہ انقلاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی اینٹیں ہیں یہ وہ سعادت ہے جو من جانب اللہ تم لوگوں کے حصے میں آگئی اس پر استقامت سے جم جاؤ تم دنیا کے انقلاب کا ہراول دستہ بن جاؤ گے۔ اگر کوئی ٹوٹ کر گرے گا تو گرنے والوں سے پوچھو ان کی جگہ اللہ نے ہزاروں نئے پیدا کر دیئے ہیں جو گرے ہیں وہ خود تباہ ہو گئے ہیں اس تحریک کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اس لیے کہ یہ کسی کی حکومت کے لیے تحریک نہیں ہے کسی ایک شخص کو اقتدار میں لانے کی تحریک نہیں ہے کسی ایک بندے کو امیر بنانے کی تحریک نہیں ہے یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں کو جگمگانے کی تحریک ہے اس میں ہر آنے والے کے لیے گنجائش موجود ہے اس میں ہر حاکم کے لیے دعوت اصلاح موجود ہے اس میں ہر جانے والے کے لیے شفقت موجود ہے نہ یہ کسی آنے والے کی خوشامد کرتی ہے نہ کسی جانے والے پر کبھی طنز کرتی ہے اس نے اللہ کے سوا کبھی کسی سلطان کا دروازہ نہیں دیکھا اور یہ اللہ کے سوا کسی بارگاہ میں آپ جھکتی ہوئی نہیں دیکھیں گے اس کی کسی کے ساتھ دشمنی نہیں ہے بلکہ یہ تو کافروں کو بھی اللہ کا نام سکھانے کی دعوت دیا کرتی ہے اس کا دروازہ کسی پارسا کے لیے نہیں ہر نوع انسانی کے فرد کے لیے کھلا ہوا ہے وہ کروڑوں گناہ لے کر آئے اللہ کا دروازہ اس پر بند نہیں ہے اللہ کا نام سکھایا جاتا ہے اس میں ہر آنے والا اپنی آزمائش کرتا رہے جو ایک لطیفے پر بھی ذکر کرے گا گناہوں میں کمی شروع ہو جائے گی اور نیکیوں سے محبت بڑھنی شروع ہو جائے گی اس کا کمال یہی ہے کہ بچھڑے ہوئے بندے کو پھر سے اللہ سے آشنا کر دیتی ہے اور آپ لوگ وہ خوش نصیب ہیں جن کا ذکر مورخ بڑے فخر سے کیا کرے گا کہ جب ساری دنیا لوٹ کھسوٹ میں ڈوب رہی تھی اللہ کے چند بندے ایسے بھی تھے جو انسانیت کو

بچانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے یہ معمولی بات نہیں ہے اسے مذاق مت سمجھو اسے محض گوڈھے گٹے چومنے کا پیری مریدی کا رواج مت سمجھو یہ محض دم چھو کرنے اور تعویز بانٹنے کی تحریک نہیں ہے یا محض کسی ایک کو پیر بنانے اور دوسروں کو اس کا غلام بنانے کی تحریک نہیں ہے یہ کسی ایک کو بادشاہ اور دوسرے کو محکوم بنانے کی بات نہیں ہے یہ کسی ایک گھر میں دولت جمع کرنے اور دوسروں سے چندہ کرنے کی تحریک نہیں ہے کون دیتا ہے اسے چندہ کہ یہ جاپان سے لے کر لاس اینجلز تک ایک چین چلتا ہے کون اس میں چندے لیتا ہے کس نے کسی سے چندہ مانگا ہے کوئی ہے ثبوت کون اس کے ذرائع کا ذمہ دار بنتا ہے کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے دیے ہوں یہ محض اللہ کی چلائی ہوئی تحریک ہے وہ خود اسے چلا رہا ہے وہ خود اس کے اسباب پیدا کرتا ہے وہ خود اس کے وسائل پیدا کرتا ہے خود اس کے ذرائع پیدا کرتا ہے اور یہ اس کے سوا کسی سے کسی توقع کسی امید کو وابستہ نہیں کرتی۔ اس میں میری ذات کا کمال نہیں ہے نہ آپ کے حسن صورت کو کوئی دخل ہے نہ آپ کے علم کا کوئی کمال ہے نہ آپ کے مجاہدوں کو کوئی دخل ہے یہ اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے یہ وقت کی ضرورت تھی یہ دعائیں دو ان انسانوں کو جو اللہ سے دور ہو کر تمہاری ضرورت پیدا کر گئے جن سے تم نفرت کرتے ہو گنہگار ہیں انہوں نے تو تمہارے نیک بننے کا موقع پیدا کر دیا جنہیں تم چور اور ڈاکو سمجھتے ہو انہوں نے تمہیں ذکر کرنے کا موقع مہیا کر دیا اب تمہاری باری ہے کہ تم ان چوروں کے گھروں میں جا کر ان کو واپس دین پر لے آؤ کہ کچھ ان کا شکریہ ادا ہو سکے یہ جو لوگ بھٹک گئے جو لوگ گمراہ ہو گئے یہ ان کی گمراہی ان کا بھٹکنا ان کی قربانی ہمیں کام آگئی کہ اس نے ہمارے لیے دین کا دروازہ کھول دیا۔ اس نے چند روشن قلوب کی ضرورت پیدا کر دی اور ربوبیت باری نے اس ضرورت میں ہمارے نام لکھ دیئے۔ اب ان کا ادھار ہے مجھ پر بھی تم پر بھی اگر کوئی دنیا کے مغربی سرے پر کفر

میں غرق ہے تو اس کا ادھار ہے تم پر بھی مجھ پر بھی کہ ہم اس تک دین کو پہنچائیں اس نے گمراہ ہو کر ہمارے لیے ربوبیت باری کا دروازہ کھول دیا۔ اگر یہ سارے لوگ گمراہ نہ ہوتے تو نور نبوت کو یوں عام کرنے کی ضرورت پیدا نہ ہوتی۔ آج بھی دو چار پانچ خوش نصیب ان برگزیدہ لوگوں کے پاس بیٹھے ہوتے یوں ہزاروں آکر یہاں مشاہدات و مراقبات اور انوارات ناداستگی پر بے وقوفی سے سہی نہ جانتے ہوئے سہی لیکن آپ کا کام تو کر گئے تو وہ تو نادان تھے نا دانی میں آپ کا کام کر گئے آپ کو تو اللہ نے شعور بخشا ہے کیا اس شعور سے آپ ان لوگوں کو واپس لانے کی کوشش نہیں کریں گے؟ کیا یہ آپ کا حق نہیں بنتا کیا اس کا آپ سے محاسبہ نہیں ہو گا کیا یہ آپ سے پوچھا نہیں جائے گا کہ میری مخلوق جب جہنم میں گر رہی تھی ان کے لیے تم کیا کر رہے تھے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کے خزانوں کا بیان کرتے ہوئے رب جلیل فرماتا ہے لوگو! کنتم علی شفا حفرۃ من النار۔ ارے تم تو دوزخ کے دوزخ کے .بیروں پہ پھرا کرتے تھے تم میں اور دوزخ میں صرف زندگی کی تار باقی تھی جس کی موت آتی تھی وہ سیدھا دوزخ میں گرتا تھا کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور شفقت دیکھو تمہیں وہاں سے اچک لیا اور جنت کا مستحق بنا دیا کنتم اعداء ارے تم تو سب ایک دوسرے کے دشمن تھے فالف بین قلوبکم۔ تمہارے دلوں کو بھی محبت آشنا کر دیا تو یہ وہی نعمت غیر مترقبہ ہے جس میں کمال صرف یہ ہے کہ انسانیت نے گمراہ ہو کر اور مسلمانوں نے گمراہی میں ان کا ساتھ دے کر ربوبیت باری کے لیے ایک موقع پیدا کر دیا کہ وہ اس کرم کو عام کر دے۔ اب کوئی سلطان ایسا باقی نہیں کہ جسے ایک درویش مل جائے تو وہ سلطنت کو سیدھا کر دے اب کوئی مدرس ایسا باقی نہیں کہ جسے ایک صوفی مل جائے تو وہ سارے مدرسے کی اصلاح کر لے اب کوئی ایک پیر خانہ اور خانقاہ ایسی نہیں جسے کوئی دین دار میسر آ جائے تو سارا نظام دینی کر دے۔ خانقاہ بھی اس پر کفر کا فتوی لگاتی ہے مدرس بھی اسی کو کافر کہتا ہے حکمران بھی اسی کو گستاخ کہتا ہے جو اللہ کا نام لیتا ہے۔

اس صورت حال نے اس چور بازاری نے دین سے اس دوری نے میری اور آپ کی ضرورت پیدا کر دی تو یہ رحمت ربوبیت باری کا کرشمہ تھا کہ الحمد للہ رب العلمین۔ سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں سارے شان اسی کو سزاوار ہیں سارے کمالات اسی کو جچتے ہیں جو سارے جہانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ٹھیکہ لیے بیٹھا ہے ارے اس کی ربوبیت نے جوش مارا اور اس نے گمراہی کے مقابلے میں برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سیلاب پیدا کر دیا۔ اب یورپ کے جن ساحلوں پر لوگ برہنہ نہاتے تھے انہی ساحلوں کے دامن میں ذکر کے لیے مساجد بھی بن گئی ہیں ایسے ایسے لوگ ملے کہ مجھے جاپان میں ایک بندے کو لفظ اللہ یاد کرانے کے لیے تین چار گھنٹے محنت کرنا پڑی وہ اللہ کا تلفظ نہیں ادا کر سکتا تھا۔ لیکن آج اس کا جو خط مجھے آیا ہے آپ وہ پڑھیں تو یوں سمجھ آتی ہے کہ صدیوں سے تصوف کا کوئی بڑا فاضل ہے اس کا خط پڑھ کے حیرت ہوتی ہے یہ کوئی بڑا پرانا برگزیدہ صوفی ہے کیسے کیسے مشاہدات نقل کرتا ہے کیسی کیسی باتیں کرتا ہے۔

نور نبوت کی خاصیت یہ ہے کہ جہاں یہ آتا ہے وہاں دین کے لیے شعور میں بیداری پیدا ہوتی جاتی ہے۔ دین کی سمجھ آنا شروع ہو جاتی ہے قرآن کے مفاہیم کھلنا شروع ہو جاتے ہیں عبادات کا صرف وہ ایک عمل نہیں ان میں جو شعور ہوتا ہے آگہی ہوتی ہے وہ نصیب ہونا شروع ہو جاتی ہے آپ اسے رواجی پیری مریدی پہ نہ رکھیں آپ اسے چند تعویزوں پہ قربان نہ کریں۔

میں یہ عرض کرتا چلو کہ یہ تعویز کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ جتنی آپ طبیب سے دوا لیتے ہیں یہ ایک مسنون طریقہ علاج ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں تعویز دینے والا خود بھی بیمار ہوتا ہے

دوا دینے والا حکیم خود بھی بیمار ہوتا ہے علاج کرنے والا ڈاکٹر خود بھی بیمار ہوتا ہے جس طرح ڈاکٹر سے دوا لیتے ہیں شفا اللہ کرتا ہے جس طرح طبیب سے دوا لیتے ہیں شفا ہوتی بھی ہے نہیں بھی ہوتی اسی طرح کا ایک طریقہ علاج ہے کہ کوئی صاحب دل اس مرض کے متعلق قرآن سے کوئی آیت سنت سے کوئی تسبیح نقل کر کے دے دے اللہ چاہے تو شفا دے دے نہ چاہے تو نہ دے اس سے زیادہ کسی تعویز کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ جس طرح آپ پھکی لے کر پی لیتے ہیں آپ ایک گولی کھا لیتے ہیں اس طرح آپ ایک تعویز بھی کھا لیں اس میں نہ مجھے کوئی برگزیدہ سمجھنے کی ضرورت ہے نہ کسی دوسرے کا احسان ماننے کی جس طرح دوائی میں اثر وہ پیدا کرتا ہے اسی طرح اس تعویز میں بھی وہ خود ہی پیدا کرتا ہے بیماری جسمانی قابل برداشت ہے ارے میاں موقع ہے روحانیت کا علاج کر لو یہاں سے لینے کی چیز درد دل ہے یہاں سے لینے کی چیز نور قلب ہے یہاں سے لینے کی چیز برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان تعویزوں میں کہاں پھنس گیا۔

خدا کے لیے یہ نعمت جو اللہ نے آپ کو دی ہے اس کی اہمیت اور اس کی قدرو قیمت کو سمجھئے ورنہ یہ بھی قانون فطرت ہے یہ جو اس کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے وہ ان سے چھین بھی لیتا ہے۔

عسی ان یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ ۔ لا یخافون لومۃ لام اللہ ایسا قادر ہے اگر تم ناقدری کرو گے تمہیں ہٹا دے گا کسی اور کو لے آئے گا اور ایسے کو لائے گا جو اللہ کی محبت میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ تو یہاں جب کوئی آپ سے ناروا احترام کا مطالبہ نہیں کرتا کوئی آپ سے آپ کی دولت کا مطالبہ نہیں کرتا کوئی آپ سے ناجائز خدمت کا مطالبہ نہیں کرتا محض آپ کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے وہاں آپ کو وسوسے کہاں سے کھڑے ہو جاتے ہیں اس میں پریشانی کی کیا بات ہے اور میں آپ کو یہ واضح بتا دوں کہ یہ وہ انقلاب ہے جو تاریخ کی اور وقت کی ضرورت ہے اس میں میری اور آپ کی بہادری نہیں ہے خدانخواستہ میں بھی چھوڑ دوں آپ بھی چھوڑ دیں تو اللہ اور بندے پیدا کر دے گا جن کے بل پر یہ انقلاب بپا ہو گا یہ زمانہ بدلے گا یہ زمین پھر سے اسلام کا عروج دیکھے گی دین برحق سربلند ہو گا اسلامی ریاستیں بنیں گی اور زمین پر پھر سے نبوی رحمتیں اور شفقت اور اسلام کے انصاف کا چرچا ہو گا یہ الگ بات ہے کہ کس خوش نصیب کا خون اس سرخی میں شامل ہوتا ہے اور کون بدنصیب روٹی کے چند لقموں کے لیے چند گھنٹوں کی نیند کے لیے اس سعادت سے محروم ہو جاتا ہے کسی سے نفرت نہ کرو کہ یہ گنہگار ہے ان گنہگاروں کا احساس ہے کہ انہوں نے نیکی پیدا کرنے کے لیے موقع پیدا کر دیا ارے نہ جانتے ہوئے کیا کر تو دیا تو اگر انہوں نے نادانی سے آپ پر احسان کر دیا تو آپ تو دانش مند ہو گئے آپ تو جانتے ہیں تو کیا آپ اب ان کو بچانے کی کوشش نہیں کریں گے؟ اور اگر نہیں کریں گے تو جس نے آپ کو یہ موقع بخشا ہے کیا وہ مجھ سے آپ سے حساب نہیں لے گا؟

تو میرے بھائی رحمت باری جس طرح مردہ زمین کو زندہ کرنے کا سبب بادل کو بنا دیتی ہے بادل کو چلانے کا سبب ہواؤں کو بنا دیتی ہے بارش کے ایک ایک قطرے میں نمو کا جذبہ رکھ دیتی ہے ایک ایک قطرے میں حیات سمو دیتی ہے اسی طرح دلوں کی ویرانی کو آباد کرنے کے لیے انوارات نبوت کے بادل اٹھا کر یہ ہواؤں پہ نہیں یہ دلوں کی سرزمین پہ چلتے ہیں اور جن دلوں کو سیراب کرتے ہیں ان کو بادل کی طرح پگھل کر برسنا پڑتا ہے نیندیں قربان کرنا پڑتی ہیں مال خرچ کرنا پڑتا ہے گھر چھوڑنے پڑتے ہیں آرام اللہ کی راہ میں چھوڑنا پڑتا ہے تب جا کر کام ہوتے ہیں۔
آپ وہ خوش نصیب ہیں جن کو اللہ نے اس عظیم الشان عمارت کا بنیادی پتھر بننے کی سعادت بخشی۔ اس نعمت کی قدر تب معلوم ہو گی جب آنکھ بند ہو گی تب آنکھ کھلے گی اس درد دل کو لے کر جو قبر میں داخل ہو گا اسے پتہ چلے گا کہ وہ دنیا سے کتنا قیمتی سرمایہ اٹھا

لایا۔ اسے سستے داموں مت بیچو اسے دنیا کی دولت دنیا کے رہتے کا اور دنیاوی وقار کا ذریعہ مت سمجھو یہ اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے اور یہ وہ کشتی ہے جس میں آپ نے انسانیت کو بچانا ہے آپ مسلمانوں کی بات کرتے ہیں میں انسانوں کی بات کرتا ہوں مسلمان تو بدرجہ اولیٰ آپ کی توجہ کا مستحق ہے آج کا انسان آپ کی توجہ کا مستحق ہے آج کی انسانیت ترستی ہے ان برکات کے لیے اللہ نے آپ کو یہ سعادت بخشی ہے تو کیا ساری زندگی آپ صرف اپنے آپ کو جگاتے رہیں گے اور اس میں بھی کوتاہی ہوتی رہے گی آپ مجھے یہی لکھتے رہیں گے جی ذکر میں سستی ہو گئی ارے اللہ کے بندے تجھ سے کھانے میں سستی نہ ہوئی تجھ سے سونے میں سستی نہ ہوئی تجھ سے پیسے کمانے میں سستی نہ ہوئی صرف ذکر میں تجھ سے سستی ہو گئی وہ میرا ٹھیکہ ہے باقی سارے کام تو خود کر لیتا ہے؟ کیا تجھے یہ بھول جاتا ہے کہ جس نعمت کے لیے تجھے فرصت نہیں ملے گی وہ نعمت اللہ تجھ سے لے بھی لیتا ہے جب آپ کو فرصت نہیں ملے گی تو وہ بھی کمزور ہو جائیں گے۔ آپ سے چھین لی جائے گی دینے والا واپس لے لے گا میرے باپ کی جائیداد نہیں ہے کیا مجھے خط لکھ کے بے فکر ہو جائیں گے اور پھر میں آپ کو دو تین بوریاں اٹھا کر اور دے دوں گا وہ دینے والے کا نظام ایسا ہے؟

میں بھی کسی بارگاہ کا خادم ہوں میں صرف آپ کو اس سے آشنا کر سکتا ہوں لینا آپ نے ہے آپ کا سرمایہ آپ کا خلوص ہو گا ان کی عطا انوارات باری ہے۔ آپ اپنا خلوص پیش کیجئے وہ آپ کو اپنی تجلیات دے گا آپ کو اپنی انسانیت کو بچانے کا سبب بنا لے گا آپ کو اپنے بندوں کو بچانے کا سبب بنا لے گا۔ اور اللہ کے ایک بندے کو جہنم سے بچا لینا اللہ کے نزدیک اتنا پسندیدہ ہے کہ کوئی عبادت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

حتیٰ کہ جہاد پر روانہ ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا کہ اے علیؓ ہزار کافر کو مقابلے میں بحالت کفر قتل کرنے سے ایک کافر کو مسلمان بنا لینا اللہ کے ایک بندے کو جہنم سے بچا لینا اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ ہزار کافر کو بحالت کفر قتل کر کے جہنم واصل کرنے سے اللہ کو یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ ایک بندے کو جہنم سے بچا لیا جائے آپ کو اللہ نے وہ موقع دیا ہے کہ نہ صرف خود قوا انفسکم و اهلیکم نارا۔ سب سے پہلے اپنے آپ کو اپنے خاندان کو آگ سے بچائیں اور پھر ساری انسانیت کو اپنا خاندان سمجھیں رشتوں میں فرق ہے نسبتی رشتے پہلے ہیں اسلامی رشتے دوسرے درجے پر ہیں اور انسانی رشتے تیسرے درجے پر ہیں خاندان سارا ہی ایک ہے اولاد ساری آدم علیہ السلام کی ہیں۔

تو میرے بھائی یہ نہ کوئی مروجہ جلسے ہیں نہ کوئی رواجی تقریریں ہیں نہ اس میں کسی ایک کو پیر اور دوسروں کو مرید بنانے کی کوئی ضرورت ہے نہ کسی ایک کے لیے دولت و سلطنت اور دوسروں کو غلام بنانے کی ضرورت ہے نہ کسی صاحب اقتدار سے ہمارا جھگڑا ہے نہ کسی معزول سے ہمیں نفرت ہے نہ کسی پر طعن ہے اور نہ کسی کی خوشامد ہے بلکہ ہر مسلمان کے لیے سب سے پہلے اور ہر انسان کے لیے دوسرے درجے پر ہمارا دروازہ کھلا ہے ہمارا دل کھلا ہے ہمارے دست دعا اٹھے ہوئے ہیں اور ہماری ایک ایک کوشش ان کے لیے وقف ہے اللہ ان کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور اللہ کریم کہ یہ ٹوٹے پھوٹے لوگ یہ غریب اور بظاہر کمزور جو انوارات و برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے امین اور دنیا کے مضبوط ترین انسان ہیں۔ انسانوں میں کمزور ہوتا ہے جو طاغوت کے مقابلے میں شکست کھاتا ہے اور انسانوں میں پائیدار اور طاقت ور وہ ہے جو نفس اور شیطان کا مقابلہ کر کی ہمت رکھتا ہے یہ وقتی سلطنت یہ عارضی دولت یہ چوری ا ڈاکے کے پیسے یہ انسانیت کی قوت نہیں بنتے یہ طاغوت کی طاق بنا کرتے ہیں۔ آپ کو رب جلیل نے وہ خزانہ بخشا ہے ذکر الٰہی انوارات و برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلقات باری کا

آپ کا ایک ایک فرد دنیا بھر کے شیطانوں کے سامنے کھڑا ہو سکتا ہے خدا کے لیے اپنے آپ کو پہچانیں۔ اللہ کی اس نعمت کی قدر کیجئے اس شب و روز میں اولیت دیجئے اس کو سارے کاموں سے مقدم رکھیے اسے سینے سے لگا کر رکھو یہ وہ دولت ہے جو چھن جائے تو دوبارہ نہیں ملتی جس طرح جسمانی حیات مرجانے کے بعد کسی کو دوبارہ نہیں دی جاتی اسی طرح روحانی حیات اس سے قیمتی ہے جن سے چھن گئی ہے کسی کو دوبارہ ملتے دیکھی ہے آپ نے مرتد طریقت کو کبھی دوبارہ توبہ کا موقع نہیں ملتا۔ اسے سنبھال کر رکھیے اس کی قدر کیجئے اور زندگی کے بہترین لمحات کو ذکر اذکار پہ لگائیے اور لوگوں کی انسانوں کی خدمت کیجئے اپنوں کی بیگانوں کی دوستوں کی دشمنوں کی آپ پوری انسانیت کے لیے اللہ نے آپ کو یہ نور بخشا ہے کسی ایک فرد کے لیے نہیں۔

تو خدا کے لیے اس کی اہمیت کو سمجھئے اس کی عظمت کو سمجھئے اس دولت کو اپنائیے اور گزرتے گزرتے زمانے میں باطل کے مقابلے میں ایک موم بتی سہی حق کی روشن کرتے جائیے ایک دیا سہی ایک قندیل سہی لیکن باطل کی ظلمتوں میں باطل کی ایک قندیل تو ہونی چاہیے آپ کی تحریک کو اللہ نے یہ سعادت بخشی ہے کہ روئے زمین کا اب کوئی ملک کوئی خطہ زمین کا ایسا نہیں ہے۔ جہاں یہی ذکر اس طریقے سے نہ ہو رہا ہو اور اسی سلسلے کے اصحاب درد موجود نہ ہوں کیا یہ اللہ کا احسان نہیں ہے یہ کیا کم احسان ہے رب جلیل کا کہ لوگ ایک دوسرے کا نام نہیں جانتے ایک دوسرے کی ذات برادری نہیں جانتے ایک دوسرے کا عہدہ نہیں جانتے لیکن ایک دوسرے کا درد دل بانٹنے کو موجود ہیں۔

تو میری آج کی گذارش یہی ہے کہ یہ ساری عطا ربوبیت باری کی ہے کہ وہ سارے جہانوں کا رب ہے اور جہانوں کو ضرورت ہے انوارات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ آپ وہ خوش نصیب ہیں اللہ نے کسی کو تو سبب بنانا تھا اس نے ہمیں بنا دیا اس کا احسان ہے لیکن ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اب اس کا حق ادا کریں اس کی عظمت کو سمجھیں اسے دوسرے انسانوں تک پہنچائیں اور کم از کم اپنے ساتھ کسی ایک اللہ کے بندے کو لے آئیں کسی ایک کے دل میں تو اللہ کا نور داخل ہو جائے کسی ایک کی اصلاح تو ہو جائے کوئی ایک کفر سے باہر آ جائے کوئی ایک گناہ کی زندگی سے باز آجائے کہیں ایک جگہ تو انصاف قائم ہو۔

اللہ کریم آپ سب کو اس کی توفیق ارزاں فرمائے حاضر و غائب احباب کو پوری قوت خلوص اور دیانت سے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے محنت و مجاہدے کو شرف قبولیت بخشے اور اللہ ہمیں اس سعادت سے کبھی محروم نہ فرمائے ہماری کمزوریوں کوتاہیوں کے باوجود ہمیں اپنی رحمت سے دور نہ فرمائے۔

(لنگر مخدوم : ۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا---- تم حسد کے مرض سے بہت بچو، حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (سنن ابی داؤد)

تجربہ بھی شاہد ہے کہ جس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکتی ہے وہ اسی کے در پہ رہتا ہے کہ جس کی خوشحالی پر اس کو حسد ہے کسی طرح اس کو کوئی نقصان پہنچائے اس کو بے آبرو کرے پھر اگر کچھ بس نہیں چلتا۔ تو اس کی غیبت ہی کر کرکے دل کی آگ بجھانا چاہتا ہے اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری حدیثوں سے معلوم ہوا ہے اس کا کم از کم یہ نتیجہ تو ضروری ہو گا کہ قیامت میں اس غیبت کرنے والے حاسد کی نیکیاں اس محسود بندے کو دلا دی جائیں گی ---- نیکیوں کو حسد کے کھا جانے کی یہ آسان توجیہ ہے۔

یہ قربانی کی رسم کیوں؟

مولانا محمد اکرم اعوان

آج عید مبارک کا تیسرا اور آخری دن ہے اور آج عصر کی نماز تک تکبیرات پڑھی جائیں گی اور ایام تشریق کا تیسرا دن ہے یعنی ابھی تک عید ہے عید اسلام کے نقطہ نظر سے کیا ہے یہ وہ سوال ہے جو ہمارے محراب و منبر میں مساجد میں درسگاہوں میں میرے خیال میں کبھی زیر بحث نہیں لایا جاتا۔ قربانی کی قسمیں' چمڑے ہمیں دے دو۔ پیسے فلاں کو دو۔ گوشت فلاں کو دو۔ یہ سارا فلسفہ زیر بحث رہتا ہے لیکن یہ عید ہے کیا؟ کیوں قربانی کریں؟ کیوں جانور ذبح کریں اس کی غرض و غایت کیا ہے جب ہم سارا سال بے شمار جانور ذبح کر کے کھاتے ہیں تو پھر ایک خاص دن ایک اور جانور ذبح کرنے سے کیا فرق پڑ جائے گا؟ جب عید نہیں ہوتی تو کتنے جانور ذبح ہوتے ہیں لاکھوں کی تعداد میں روزانہ۔ مرغ سے لے کر بھینس تک۔ میں نے پشاور ایک دفعہ پوچھا تھا ایک کباب بنانے والے سے کہ کتنا گوشت تم دن میں بنا لیتے ہو تو کہنے لگا کہ مجھ سے من دن تو نہیں گنے جاتے دس بارہ بھینسوں کے بناتا ہوں یعنی منوں میں نہیں گن سکتا تو دس بارہ بھینس روز کاٹتا ہوں جس کے کباب بنتے ہیں صدر میں ایک مشہور ہوٹل تھا اس کے کباب۔ جب ایک ایک دکان پہ دس بارہ بھینسیں پک کر بک جاتی ہیں تو جو قصاب بیچتے ہیں گھروں میں جو لوگ خود ذبح کرتے ہیں تو میرے خیال میں تو مسلمان کے پیٹ میں اتنے جانور ہیں کہ شاید کسی قبرستان میں اتنے مردے نہیں ہوں گے تو پھر ایک خاص دن چند جانور ذبح کرنے کا سارے ملک ذبح ہی کر رہے ہیں اور گوشت کے ڈھیر لگ گئے تو کیا فائدہ ہوا۔

ایک دفعہ بڑا اچھا سوال کسی نے مجھ سے کیا تھا کہ یہ سارے پیسے جمع کر کے کوئی یونیورسٹی کیوں نہ بنا لی جائے۔ جانور ذبح کرنے کے بجائے تو کیا وہ زیادہ بہتر نہیں۔ اس سوال کی وجہ بھی یہی تھی کہ یہ عید ہے کیا اور اس کی فلاسفی کیا ہے اس سے وہ واقف نہیں تھا اور یہ بتاتا ہی کوئی نہیں۔

اسلام میں دو عیدیں ہیں اور دونوں عیدوں کے پیچھے ایک بہت بڑا فلسفہ ہے ایک عید ہے اختتام رمضان پر رمضان ایک ایسی بڑی نعمت ہے اللہ کریم کی جس کا اندازہ ہم اپنی عقل اپنی سوچ اپنے محدود علم سے نہیں کر سکتے اتنی بڑی رعایت اپنے بندوں کے ساتھ یہ اسی کا کرم ہے اسی کی شان ہے اور اسی کو سزاوار ہے۔ رمضان میں سب سے بڑی برکت تو یہ ہے کہ کلام الٰہی کا جب بھی نزول ہوا کسی بھی نبی اور رسول علیہم السلام پر تو اس کا افتتاح رمضان میں ہوا آدم علیہ الصلوۃ و السلام سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک افتتاح وحی الٰہی کا جو ہے اللہ کا بندے سے ہم کلام ہونے کا جو عمل ہے اس کی ابتدا رمضان میں ہوئی اور متکلم کی ذات کا اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے۔ میں بات کرتا ہوں اس میں میری ذات کا اثر ہے آپ کرتے ہیں اس میں آپ کی شخصیت کا اثر ہے جب اللہ کلام فرماتے ہیں تو اس کی ذات کی تجلیات اس کلام میں موجود ہوتی ہیں۔ دوسری رمضان میں بہت بڑی رعایت یہ کی گئی کہ سارے شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں سارے مسلمانوں کو جبراً" ایک کورس کرایا جاتا ہے اطاعت الٰہی کا

ریفریشر کورس۔ حرام تو بہت دور کی بات ہے حلال کھانے سے بھی ایک خاص وقت تک روک دیا جاتا ہے کہ اللہ کے حکم پر رکنے اور اللہ کی اطاعت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے بھوک اور پیاس سے ان میں فرشتوں جیسے اوصاف اور خصوصیتیں پیدا ہوں ان کے نوافل کو فرائض کا ثواب اور ان کے فرائض کو ستر گنا یا اس سے زیادہ بڑھا کر ثواب محض بخشش محض عطا کرم اور کسی کو بھی دیوانہ کر دینے کے لیے اتنی عطا کہ اس کے بعد اس کے منہ سے اللہ کے سوا کسی کا نام نہ نکلے جب اتنی عطا ہوتی ہے تو عید ان لوگوں کے لیے ہے جو یہ چیزیں وصول کرتے ہیں پتہ ہے قرآن نے فرمایا۔

ولتکملوا العدۃ ۔ جو یہ گنتی پوری کر لے جو رمضان سے مستفید ہو جو اس کی کیفیات حاصل کرے۔ جو وہ برکات گین کرے۔ ولتکبروا اللہ علی ما ھدکم۔ پھر اس کا حق بنتا ہے کہ اللہ کی بڑائی بیان کرے اس بات پر کہ اس نے اسے اس کام کی ہدایت کی تو وہ عید ہے رمضان کی اس کے پیچھے بہت بڑی ایک پوری فلاسفی ہے اور جس مسلمان کو رمضان پورا کر کے عید پڑھنے کی توفیق نصیب ہو اسے حقیقی معنوں میں فنافی اللہ بھی ہونا چاہیے اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہ رمضان یہ زبردستی دینے کی ایک طرح سے اللہ کریم نے طرح ڈال دی ہے کہ جو نہیں مانگتے ان کو بھی دیا جائے شیطانوں کو جکڑ دو قید کر دو رحمت کے دروازے کھول دو جو بھی جھوٹے منہ بھی مسجد آجائے اس کی بخشش کا بھی اعلان کر دو جس کے منہ سے بھی دعا نکل جائے اسی کی مان لو تو اس سے بڑی رعایت کیا ہو گی تو عید کا حاصل ہے کہ وہ کیفیات حاصل ہوں۔

دوسری عید ہے عید قربان اس کے پیچھے ایک پوری فلاسفی ہے بعض لوگوں میں جو خصوصیات انفرادی ہوتی ہیں وہ اتنی عجیب ہوتی ہیں کہ بہت بڑے بڑے اللہ کے مقرب بندے جو ہیں وہ بھی ششدر رہ جاتے ہیں کہ اس بندے نے کیا کر دیا اجتماعی طور پر کلی طور پر فضیلت یہ الگ بات ہے لیکن انفرادی کمالات اللہ ایسے دے دیتا ہے اب اس نے ایک خاتون کو اتنا حوصلہ دے دیا کہ پوری حکومت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف پورا خاندان ان کے والدین ان کا گھران کی برادری لیکن ان کی اہلیہ حضرت ہاجرہ ایک خاتون

Out Of The Country

Out Of The Nation

اس نے کہا نہیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ سفر میں حضر میں پریشانی میں بیماری میں بھوک میں افلاس میں ساتھ رہیں ساری عمر ساری جوانی بغیر اولاد کے بیت گئی کمر ٹیڑھی ہو گئی بوڑھی ہو گئیں بال سفید ہو گئے تو اللہ نے اسماعیل علیہ السلام جیسا بیٹا دے دیا اولاد تو ویسے بھی بدن کا حصہ بلکہ جگر کا ٹکڑا ہوتی ہے اور کون ایسا ہے جسے اولاد پیاری نہیں لیکن کسی کی ساری عمر ایسے گذر جائے اور بڑھاپے میں اسے اسماعیل علیہ السلام جیسا نبی اور رسول اور روشن پیشانی والا فرزند نصیب ہو تو اس کے پیار کا کیا عالم ہو گا تو اللہ نے فرمایا اسے ویرانے میں چھوڑ آؤ۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے رخت سفر باندھا اہلیہ کو ساتھ لیا چھوٹا سا معصوم بچہ جبرائیل امین علیہ السلام رہنمائی کرتے تھے دور ویرانے میں اور سینکڑوں میلوں کا سفر کر کے اندر صحرا میں جہاں کوئی پرندہ کوئی درندہ کوئی حیوان کوئی سبزہ کوئی درخت کوئی پانی کی بوند کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی زندگی کا کوئی اثر نہیں تھا۔ فرمایا انہیں یہاں چھوڑ دیں آپ چلے جائیں یہ معمولی بات نہیں تھی۔ آپ نے چند کھجوریں چھوٹا سا ایک مشکیزہ بی بی کو دیا بچے کو بٹھایا گھوڑے پر سوار ہو لیے تو وہ حیران ہو گئیں کہ یہ کیا آپ ہمیں اتنے دور دراز اس ویرانے میں لا کر اس کا مطلب ہے آپ جا رہے ہیں ہمیں یہاں چھوڑ کر تو کس وجہ سے کیا سبب کس کے سہارے ہم کیا کھائیں گے کیا کریں گے کیسے رہیں گے تو پوری سیرت دیکھ جائیے ایک جملہ ملتا ہے کہ انہوں نے کہا یہ اللہ کا حکم ہے کوئی سبب زندگی کا موجود

نہیں تھا انہوں نے فرمایا اگر اللہ کا حکم ہے تو ہمیں منظور ہے آپ جائیے آسان نہیں ہے ایک جنون ایک پاگل پن چاہیے یہ کوئی ہوش کی بات نہیں ہے اسی کو فنائیت کہتے ہیں یہاں ہوش ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ اب وہ مشکیزہ کتنی دیر چلتا تھا صرف پانی نہیں ختم ہوا بلکہ مائی ہاجرہ اتنی پیاسی ہوئیں کہ پیاس کی وجہ سے ان کے سینے میں دودھ تک خشک ہو گیا بچے کے لیے دودھ نہیں تھا تو اس بے تابی میں بچے کو چھوڑ کر ان پہاڑیوں پر اس لیے دوڑ کر چڑھتی تھیں کہ کہیں کوئی پرندہ کوئی حیوان کوئی اثر زندگی کا کوئی درخت کوئی سبزہ کوئی چیز نظر آ جائے تو پتہ چلے کہ صحرا میں جہاں زندگی کا اثر ہو وہاں پانی ہوتا ہے یہ لازم و ملزوم ہیں کہیں آپ کو سبزہ نظر آ جائے کہیں کوئی پرندہ اڑتا ہوا نظر آ جائے کہیں کوئی درندہ پھرتا ہوا نظر آ جائے اس کا مطلب ہے قریب پانی ہے تو وہ ان پہاڑوں پر اس بے تابی سے بھاگ کر چڑھتی بچے کو بھی دیکھتی تھی ساتویں دفعہ جب وہ مروہ پہ پہنچیں تو اوپر کھڑے ہوئے دیکھا کہ جہاں بچہ ایڑیاں رگڑ رہا تھا وہیں سے چشمہ ابل رہا ہے اب ان کا وہ بے تابانہ دوڑنا بغیر کسی شکوے بغیر کسی شکایت عجیب ہے یہ بھی تو سوچ سکتی تھی کہ یا اللہ کس مصیبت میں ڈال دیا یا اللہ تو نے کیا اس سارے سے بے نیاز ہو کر ادھر شکر کر رہی ہیں شکر ہے اللہ تو نے مجھے اپنے حکم اپنی اطاعت اپنی یاد کے لیے تو نے مجھے چن لیا اس پر تو وہ اس کا شکر ادا کرتی ہیں بھاگ دوڑ پانی دیکھنے کے لیے اللہ سے شکایت نہیں اب وہ کیفیت اس خاتون کی اللہ کو اتنی پسند آئی کہ اس دن سے لے کر قیامت تک اللہ کا جو مقبول بندہ اس زمین پر پہنچا اسے اللہ نے ان پہاڑیوں پر دوڑا دیا۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان پہاڑوں پر دوڑ لگائی ہے نا جذب دل کی بات یعنی کیا جذب تھا کیا کیفیت تھی اور اللہ کو کتنی پسند آئی کہ ساری کائنات اگر مائی ہاجرہ جیسی خواتین سے بھر جائے پھر بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ان سے کروڑوں درجہ افضل ہے لیکن وہ جذبہ ان کا وہ کیفیت اللہ کو اتنی پسند آئی

کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دوڑنے کا حکم دیا اور ہر مومن کو جو وہاں پہنچے فرمایا ان الصفا و لمروۃ من شعائر اللہ۔ یہ صفا اور مروہ محض پہاڑ نہیں ہیں یہ میری محبتوں کے نشان ہیں امین ہیں ان کیفیتوں کے اس درد کے اس جنون کے وہاں محض دوڑنا مقصد نہیں ہے اللہ کا کرم یہ ہے کہ یہاں پہنچنے والا دوڑے شاید اس جنون سے کچھ وہ بھی لے جائے وہ جذبہ اطاعت وہ جذبہ جان سپاری وہ قربانی کا جذب وہ ایثار اور ہر قیمت پر اللہ کی اطاعت اور بغیر کسی شکایت کے۔ دیکھیں کتنی عجیب بات ہے کہ بچے کے پاس ہی بیٹھ کر دعا کر لیتی کہ یا اللہ پانی دے دے تو اس سے کوئی گناہ تو نہیں تھا حرج کی بات تو نہیں فرمایا نہیں اللہ کے کاموں میں دخل نہیں دیتے اسباب عادیہ جو رب نے بنائے ہیں تلاش کر کے دیکھ لیتے ہیں کہیں مل ہی جائیں گے۔ اطاعت کی ایک حد یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے لیے کچھ بھی تجویز نہیں کرتا یعنی کمال اطاعت اور فنا فی اللہ اسی کو کہتے ہیں کہ اپنے لئے مانگنے کو بھی کچھ نہ رہے کہ میری کوئی پسند نہیں کوئی انتخاب نہیں کوئی ضرورت نہیں تو ہی تو ہے جس طرح تو کرتا ہے میں بھی اسی میں راضی ہوں اس دعا سے بھی بالاتر ہو کر وہ خاتون ان پہاڑوں پر دوڑ رہی تھی ورنہ تو دعا وہاں بیٹھ کر بھی کی جا سکتی تھی۔ تو پانی ایسا پھوٹا کہ وہ بھاگ کر آئیں اس کے گرداگرد ریت کی دیوار بنانے کی اسے روکنے کی کوشش کی نہیں رکتا تھا تو حکم دیا زم زم ٹھہر جا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر مائی صاحبہ اسے حکم نہ دیتیں تو سمندر میں جا کر گرتا اس سے پہلے نہ رکتا۔

اور تب سے اب تک کتنا پانی وہاں سے نکل رہا ہے اس کی کوئی گنتی قطار شمار نہیں ہے اب اس پہ اتنے بڑے پائپ کا ٹیوب ویل لگا ہوا ہے رات دن چلتا ہے مدینہ منورہ میں جدہ میں اور روئے زمین پر جو حاجی لے کر جاتے ہیں سارے شہروں میں سپلائی ہوتا ہے اور کبھی نہ اس کے اثرات میں کمی آئی نہ اس کا ذائقہ تبدیل ہوا ہے نہ اس کی برکات میں کمی آئی ہے اور نہ کبھی وہاں

پانی کی شارٹیج کا سوال پیدا ہوتا ہے اسی طرح وہی اسماعیل علیہ السلام جب تھوڑے سے اور پیارے ہو گئے فلما بلغ معہ السعی۔ جب اس قابل ہوئے کہ باپ کے آگے پیچھے دوڑتے تھے فلما بلغ معہ السعی۔ باپ کے ساتھ جب دوڑتے بھاگتے تھے کبھی چھوٹا سا بچہ دوڑتا کبھی آگے نکل جاتا ہے کبھی پیچھے رہ جاتا ہے قرآن نے سالوں میں عمر نہیں بتائی فرمایا فلما بلغ معہ السعی۔ جب ان کے ساتھ دوڑنے کے قابل ہوئے تو حکم ہوا کہ اسے قربان کرو۔ آپؑ نے اتنی عظیم خاتون سے بیوی سے اہلیہ سے مشورہ نہیں کیا اس لیے کہ اللہ کی وحی کو سمجھنا نبی اور رسول علیہ السلام کا ذاتی منصب ہوتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا اسماعیل علیہ السلام چونکہ نبی تھے بچے تھے لیکن نبی تو تھے ان سے بات کی ابراہیم علیہ السلام نے۔

انی اری فی المنا انی اذبحک فانظر ماذا تری بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں آپ کو اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ فانظر ماذا تری۔ آپ کا اس میں کیا مشورہ ہے وہ بچہ چھوٹا سا جو ابھی دوڑنے کے قابل ہوا ہے لیکن نبی ہے نا وحی الہی کو سمجھے گا۔ اب ان کا جواب ایسا عجیب ہے انہوں نے کہا ابراہیم علیہ السلام نے خواب کی بات کی انہوں نے فرمایا یابت افعل ماتومر۔ ابا جان نبی کا خواب بھی اللہ کی وحی ہوتا ہے خواب کی بات نہ کریں آپ۔ حکم دیا گیا ہے اور جب اللہ حکم دیتا ہے اس پر مشورے نہیں ہوتے اس کی اطاعت کی جاتی ہے آپ تو اللہ کے خلیل ہیں جو حکم ملا ہے پورا کیجئے میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ مشورہ کیوں کر رہے ہیں آپ کو ہجرت کا حکم ملا اس پہ مشورہ نہیں کیا نمرود سے ٹکرانے کا حکم ملا اس پہ مشورہ نہیں کیا بیوی اور بچے کو چھوڑ جانے کا حکم ملا اس پہ مشورہ نہیں کیا آج قربانی پہ مشورہ ہو رہا ہے شاید آپ کو میرا ڈر ہے کہ بچہ ہے چھوٹا ہے گھبرائے گا ڈر جائے گا اس لیے مشورہ ہو رہا ہے تو ستجدنی ان شاء اللہ من الصبرین میں بھی اللہ کا رسول ہوں اگر تو بیٹا ذبح کر سکتا ہے تو میں باپ کے ہاتھ سے ذبح ہو سکتا ہوں اس کے لیے اس کی اطاعت کے لیے۔ اس لیے فکر نہیں کیجئے۔ افعل ما تومر۔ کر گذریے آپ کو جس کا حکم ملا ستجدنی ان شاء اللہ من الصبرین مجھے آپ صبر کرنے والوں میں پائیں گے میں اف نہیں کروں گا میں تڑپوں گا نہیں میں چلاؤں گا نہیں۔ اس کے باوجود آپ نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی بیٹے کی آنکھوں پہ پٹی باندھی تو پھر بھی باپ ہوں چہرہ دیکھ کر ہاتھ کانپ نہ جائے رک نہ جائے بشری اوصاف تو انبیاء علیہم السلام میں بھی ہوتے ہیں انسان تو وہ بھی ہیں۔ آپ نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھری چلائی گردن کاٹ دی خون کے فوارے ابلے۔ آپ کو تسلی ہوئی چلو اللہ نے دیا تھا اس نے مانگا میں نے اس کی امانت اسے لوٹا دی لیکن جب آنکھوں سے پٹی ہٹائی تو دیکھا بچہ تو کھڑا ہوا ہے اور دنبہ ذبح ہوا ہے تو کمال ہے سمجھ ہی نہیں آئی سمجھا تھا اسماعیل علیہ السلام کی گردن کاٹی ہے وہ حیران جب ہوئے تو اللہ کی طرف سے آواز آئی کہ آپ حیران نہ ہوں۔

قد صدقت الریا آپ کو حکم جو ملا تھا جو خواب دیکھا تھا اسے پورا کر دیا یہ میرا کام ہے کہ آپ کو پتہ بھی نہ چلنے دیا اور میں نے دنبہ چھری کے نیچے دے دیا اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا یہ میرا نظام ہے میں اس سے کیا چاہتا ہوں اس سے کیا کرنا چاہتا ہوں یہ میرا کام ہے لیکن آپ کے ذمے جو تھا آپ نے پورا کر دیا آپ مت گھبرائیں۔

و فدینہ بذبح عظیم۔ میں نے اسماعیل علیہ السلام کو مفت میں نہیں بچایا اتنی بڑی قربانی کے لیے بچایا ہے کہ اسماعیلیوں کی گردنیں قیام قیامت تک میری راہ میں کٹتی رہیں گی۔ وفدینہ بذبح عظیم○ میں نے بہت بڑی قربانی ڈال دی ہے ان کی گردن پر اسے اسماعیل علیہ السلام کی چھری سے بچا کر اب ہر باطل کے مقابلے میں میرے ان بندوں کی گردنیں کٹتی رہیں گی جو سنت ابراہیمی اور سنت اسماعیلی کے پیروکار ہوں گے تب سے لے کر

جب تک یہ دنیا قائم ہے اللہ کا ہر بندہ اپنی گردن سے اسی طرح بے نیاز ہے جس طرح اسماعیل علیہ السلام بے نیاز تھے فرمایا۔

ستجدونی ان شااللہ من الصبرین کر گذور کاٹ دو گردن اف نہیں کروں گا۔ پیچھے نہیں ہٹوں گا بچاؤں گا نہیں تڑپوں گا نہیں چلاؤں گا نہیں اس لئے کہ یہ گردن ہے ہی اس کی راہ میں کٹانے کے لیے۔ فرمایا میں نے ایک گردن تو بچائی ہے اربوں گردنیں میرے دیندار بندوں کی اس نعمت سے سرفراز ہوں گی اور یہ قربانی جہاد کے نام پہ ابد الاباد امت مسلمہ کی خصوصیت بن جائے گی لوگ جینے کی دعائیں مانگیں گے اور میری اس امت کے پیرو کار میرے نبی کے نام لیوا ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کی نسل سے پیدا ہونے والے میرے نبی کے پیروکار اپنی موت کو تلاش کیا کریں گے لوگ زندگی کے لیے دنیا کا گوشہ گوشہ چھانیں گے اور اس کیفیت کے حامل مرنے کے لیے کونے تلاش کریں گے کہ کہاں میں مر سکتا ہوں کہاں میری جان کام آسکتی ہے کہاں میرا خون گر سکتا ہے کہاں میری قربانی لگ سکتی ہے۔

یہ جو جانور ذبح کیا جاتا ہے یہ اس لمحے کی یادگار ہے اس عہد کو یاد دلاتا ہے اس کیفیت کو یاد دلانے کے لیے اس جذبے کو پانے کے لیے کہ یہ ایک اعلان ہے چھری ہاتھ میں لے کر جانور کی گردن پر چلا کر کہ اے اللہ میں بھی میری اولاد بھی میرے اہل و عیال بھی میرا مال و منال بھی تیری راہ میں سر کٹانے کے لیے تیری راہ میں لٹ جانے کے لیے تیری راہ میں قربان ہونے کے لیے ہر لمحے ہر آن ہم تیار بیٹھے ہیں۔ اگر کسی کو یہ احساس نصیب ہوا اگر کسی کو یہ جذبہ مل گیا تو اس کی عید ہو گئی اسکی قربانی ہو گئی۔

ہمارے ہاں ایک فلسفہ ہے ثواب ملے گا آخرت میں۔ میں آپ کو سمپل سا ایک جملہ بتا دوں جس عمل کا کوئی اثر یہاں محسوس نہیں ہوتا اس کا آخرت میں کچھ نہیں ملے گا سادہ سی بات ہر وہ عمل یا گناہ کی لذت تو نقد ملتی ہے نیکی کا اثر آخرت میں ملے گا؟ جو چوری کرتا ہے نقد پیسے پاتا ہے جو رشوت لیتا ہے نقد پیسے وصول کرتا ہے جو گناہ کرتا ہے وہ نقد لذت وصول کرتا ہے تو جو عبادت کرتا ہے اس کا سارا ادھار جاتا ہے نہیں ہر سجدہ ہر تسبیح ہر عمل ایک کیفیت دیتا ہے جو دل میں اللہ کی اطاعت کا جذبہ بڑھاتا ہے اور نا فرمانی سے ڈراتا ہے اگر یہ حاصل نہیں ہوتا تو ثواب کوئی جانور نہیں ہے کہ قیامت کو ہم جائیں گے تو وہاں بندھا کھڑا ہو گا میدان میں ہم کھول لیں گے کچھ نہیں ملے گا۔ یہ کیفیات نصیب ہوتی ہیں جانور کی گردن کاٹنے سے یہ محض خون لگا کر شہیدوں میں ملنی والی بات نہیں ہے اگر آپ قربانی نہ کریں اور وہ پیسے جمع کر کے ایک یونیورسٹی بنا دیں آپ نے کوئی کمال نہیں کیا نرسیما راؤ کے ملک میں بھی یونیورسٹیاں ہیں رشیہ میں جاپان میں کوریا میں امریکہ میں برطانیہ میں ہر کافر ملک میں یونیورسٹیاں ہیں کس یونیورسٹی نے یہ جان سپاری کا جذبہ دیا ہے انسان کو کونسی یونیورسٹی موت کا طالب بناتی ہے دکھاؤ سوائے اسلام کے۔

افسوس یہ ہے کہ ہم نے ہر دوسرے دن ایک رسم کو عید کے نام پر شروع کر لیا اس سے عید کی اہمیت بجائے خود جاتی رہی عید تو کوئی بڑی بات نہیں ہر دوسرے دن چاول پکا لو عید ہے حلوہ پکا لو عید ہے کپڑے بدل لو عید ہے یعنی ہمارے ہاں تو کپڑے بدلنا بھی عید ہو گئی کہ عید پر کپڑے پہنے جائیں گے عید پر حلوہ کھایا جائے گا یا عید پر چاول پکیں گے حلوہ لوگ سارا سارا سال کھاتے ہیں اور کپڑے لوگ روز اٹھ کر نئے پہنتے ہیں ایک دن کا شغر میں چینیوں کی ایک دعوت میں پھنس گیا تو وہ کاشغری دوست تھے ہمارے تو ہم تو روٹین کے مطابق جو چیز آئی پیٹ بھر کر کھالی وہ ایک ڈش آئی ہم نے تو اسی سے پیٹ بھر لیا تو پتہ چلا کہ یہ تو فیفٹی ٹو FIFITY TWO COURCES کورسز ہوتے ہیں یونجا کورسز ہوتے ہیں اور ہر کورس ایسا ہوتا ہے کہ پورے برتن لگ گئے ہر چیز آگئی کھا لیں وہ سارے برتن اٹھا کے پھر نئے برتن لگا کے دوسرا شروع ہو جائے گا تو شام کا کھانا کھانے میں رات بیت

جاتی ہے بندہ کھانا کھا کر اٹھ کر تہجد پڑھ لے یہاں صرف عید کو ہم چاول کھاتے اس لیے سمجھا چاول کھائے عید ہو گئی ایسی بات نہیں ہے بات کھانے پینے کی نہیں بات لباس تبدیل کرنے کی نہیں بات ان جذبات و کیفیات کی ہے اور زمین پر خون گرا کر یہ عہد کرنے کی ہے کہ اے اللہ آج بھی ہم اس وعدے پر اس جذبے کے ساتھ قائم ہیں جو تیرے نبی تیرے خلیل تیرے ذبیح نے تیری بارگاہ میں پیش کیا تھا ہم اسی سنت کے امین ہیں ہم اسی نبی کے پیرو کار ہیں ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں اور آج بھی ہمارا خون تیری بارگاہ میں پیش ہونے کے لیے تڑپ رہا ہے ہمارے دل کی گہرائیوں میں ہماری رگوں میں۔

لیکن یہاں ہے کیا سارا جھوٹ جتنی بد دیانت قوم اس ملک میں بستی ہے مسلمانوں کے نام پر انسانی تاریخ میں کوئی دوسری قوم بد دیانت کم از کم میری نظر سے نہیں گذری میں نے انسانی تاریخ کے بیشتر انقلابوں کو پڑھا ہے میرا مزاج انقلابی ہے ایسے امن سے نفرت میں لعنت بھیجتا ہوں ایسے امن پر جس میں ظلم ہو جس میں جور ہو اسے آپ امن کہتے ہیں کہ غریب کو لوٹا بھی جائے اس کا خون بھی پیا جائے اور اسے بولنے کی بھی جرات نہ ہو اور اس کا منہ بھی بند کر دیا جائے کیا یہ امن قائم ہو گیا؟ یہ امن نہیں ہے یہی امن ہے نا ہمارے زمانے میں امریکہ جسے چاہے قتل کر دے جسے چاہے تباہ کر دے اسے فریاد بھی نہ کرنے دے ملک میں امن قائم ہو گیا۔ یورپ مل کر جس پر چاہے حملہ کر دے اس کے ملک کو تخت و تاراج کر دے امن قائم ہو گیا اسی کو آپ نیچی سطح پر لیتے آئیں آج جن کے پاس حکومت ہے وہ رشوت بھی لے لیں لوٹ بھی لیں ساری قومی غیرت بھی بیچ دیں جو فریاد کریں اس کی زبان کاٹ دی جائے کوئی نہ بولے امن قائم ہے اگر یہ امن ہے تو ہم باغی ہیں ہم اس امن کے خلاف ہیں میں اس کو امن نہیں مانتا میرا مزاج ایسا نہیں میں اسے امن نہیں ظلم کو امن کہنا بھی ایک اور ظلم ہے ہماری تاریخ یہ ہے کہ ہم تاریخی اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی بد دیانت قوم ہیں ہم نے غریب مسلمانوں سے کہا کہ ایک ملک بناتے ہیں انگریز جا رہا ہے ہم ہندوؤں سے الگ ایک ریاست بناتے ہیں جس پر اسلام کا حکم نافذ ہو گیا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت نافذ ہو گی انصاف ہو گا دین ہو گا امن ہو گا اسلامی عدل ہو گا اور مسلمان بحیثیت مسلمان آرام و سکون سے رہ سکیں گے لاکھوں لوگوں کا خون کرایا لاکھوں گھر اجاڑے لاکھوں کی عزتیں لٹیں حاصل کیا ہوا ملک مل گیا لیکن پتہ ہے اس ملک کا آج بھی کیا حال ہے۔

میں اگلے دن ایک فیصلہ پڑھ رہا تھا میں نہیں سمجھتا ہم بے وقوف ہیں حکومت ہماری بے وقوف ہے ہماری عدالتیں بے وقوف ہیں کون اصل میں بے وقوف ہے۔

WHO IS THE STUPID ONE

عدالت کا فیصلہ تھا دفعہ سو اینڈ سو تعزیرات پاکستان ۱۸۹۷ اندازہ کیجئے میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے جج صاحبان یہ کیسے لکھتے ہیں پاکستان بنا ۱۹۴۷ء میں تعزیرات پاکستان ۱۸۹۷ء اور یہ کورٹ کا فیصلہ تھا ان رائٹنگ اس سے بڑا جوک کوئی ہے اس سے بڑا مذاق بھی کوئی ہے یعنی اسی انگریز کے قانون کو آپ ت پ ساتھ لگا کر اسے تعزیرات پاکستان بنا لیتے ہیں تو پھر جس دن آپ نے ت پ لگایا تھا وہ تاریخ ڈالیں ۱۸۹۷ میں کونسا پاکستان تھا بھائی اور اگر قانون وہی رہنا تھا جو ہندوستان میں ہے تو ان لاکھوں لوگوں کو قتل کرانے کی کیا تک تھی جو ہندو یہاں بیٹھے تھے وہ بیٹھے رہتے اور یہ دال آٹا وہی بیچتے رہتے تو کیا فرق پڑتا یہ فرق پڑتا کہ چند مسلمانوں نے دکانیں بنا لیں اس سے زیادہ تو کوئی فرق نہیں پڑا تو یہ وہی بیچتے رہتے کہ فرق پڑتا تھا ہم نے بد دیانتی یہ کی کہ اللہ کے ساتھ بھی جھوٹ بولا دین کے ساتھ بھی جھوٹ بولا اور قوم کے ساتھ بھی جھوٹ بولا ملک لے لیا لیکن چند خاندانوں کی عیش کرنے کے لیے اور اس پر اسلام کا نام لینا حرام قرار دیدیا۔ آج آپ کے ملک میں دو ہی سیاسی جماعتیں ہیں نا ایک مسلم لیگ اور ایک پیپلز پارٹی

ایم آر ڈی کا میں اگلے دن پڑھ رہا تھا انہوں نے کہا جی ہمیں اس ملک میں اسمبلی کی بالادستی چاہیے ہم اسلام کی بالادستی کی بات ہی نہیں کرتے۔ میاں وہ دیکھیں پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ اور یہ دیکھیں کہ ہمیں اسمبلی کی بالادستی چاہیے جس میں پیٹر جان سہوترا بھی ہے جس میں رانا چندر سنگھ بھی ہے اور دوسرے جو بیٹھے ہیں وہ سارے وہ لوگ ہیں جو لوگ سیاست دانوں کے گھروں میں پڑھنے کے قابل تھے پائیلٹ بن سکے انجینئر بن سکے ڈاکٹر بن سکے وہ تو ادھر چلے گئے جو کچھ نہیں کر سکے انہیں وزیر بنا دیا آپ کی سیاست میں ہر خاندان کے وہ لوگ ہیں جو OTHER WISE MISS FIT ہیں جس طرح غریب اپنے نالائق بچوں کو مسجد بھیجتا ہے نا اسی طرح پاکستان کے امیر اپنے نالائق اسمبلی میں بھیج دیتے ہیں انہیں انگوٹھا لگانا نہیں آتا بات کرنا نہیں آتی کسی کی بات سنیں آپ ٹیلی ویژن پر وزیراعظم بن جاتے ہیں تقریر نہیں آتی میں نے انگریزی میں تقریر سنی وزیراعظم کی میں نے کہا شاید اردو صحیح بولے گا اردو میں سنی تو وہ پنجابی سے بھی بدتر تھی۔ ان سے لکھا ہوا پڑھا نہیں جاتا جو خبریں پڑھتے ہیں نا وہ بہتر بات کرتا ہے ہمارے ملک کا وزیراعظم اور صدر بات نہیں کر سکتا اس لیے کہ یہ سارے مس فٹ لوگ آتے ہیں سیاسی گھروں کے بھی جو بچے کسی کام کے ہوتے ہیں وہ انہیں ادھر لگا دیتے ہیں کوئی کاروبار میں کوئی ملازمت میں کوئی کسی جگہ جو نالائق ہوتا ہے اسے وزیر بنوا دیتے ہیں اور ان سارے بدمعاشوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ اسمبلی کی بالادستی چاہیے اور شریعت کورٹ جو تھوڑی بہت ہے ہم اسے ختم کر دیں گے یہ تو تھا پیپلز پارٹی کا ترجمان۔

اب مسلم لیگ کی سنئے اس میں سے مسلم تو گیا اب لیگ پیٹ رہے ہیں مسلم تو شاید اس میں کبھی تھا ہی نہیں اور اگر کوئی تھوڑا بہت تھا تو وہ اب جا چکا اب صرف لیگ ہی لیگ باقی ہے اور اس کے سارے جھنڈے ونڈے انہوں نے لگا رکھے ہیں تو لیگ والے کہتے ہیں کہ جناب ملک کا

ISLAM WILL BE THE SUPREME LAW OF THE COUNTRY

اعلیٰ قانون جو ہو گا اسلام ہو گا لیکن اسلام کون ہو گا۔ اسمبلی کے سولہ ممبروں کی کمیٹی بنائیں گے وہ فیصلہ کرے گی کہ یہ اسلام ہے رانا چندر سنگھ اور پیٹر جان سہوترا اس میں شامل ہوں گے اقلیتوں کا بھی حق بنے گا نا کمیٹی میں اور شریعت کورٹ جو ہے

IT WILL BE ADVISERY COMMETTE IT WILL NOT BE A COURT

یعنی انہوں نے اتنا لمبا چکر مار کر یہاں سے ناک پکڑی اور پیپلز پارٹی والے ان سے دیانت دار ہیں انہوں نے یہاں سے پکڑ لی انہوں نے کہا کہ ہم اسلام و سلام نہیں چاہتے بات ختم سیدھی سیدھی بات ہے اور ان مسلمانوں نے ان شرفاء نے اتنا لمبا چکر مارا۔

تو آج قربانی کی عید یہ ہے کہ اس پوری رجیم سے اس ملک کو آزاد کرایا جائے یہ پوری لاٹ اس ملک کے کندھوں سے اتاری جائے اور اس ملک کو واقعی وہی نعرہ پھر سے دیا جائے وہی عمل دیا جائے اسی راہ پہ لایا جائے جس کے لیے کروڑوں کی گردنیں کٹ کر رہگذاروں میں ان کے خون جذب ہو گئے کتنوں کی قبریں چلتی ٹرینوں میں بن گئیں کتنے لوگ جلتے گھروں میں راکھ ہو گئے۔ کتنی عزتیں لٹیں اور کتنے معصوموں کی جگر چھلنی ہوئے یہ سارا ادھار چکانا ابھی باقی ہے اور اگر ہم میں دین ہے اسلام ہے ایمان ہے تو صرف گائے کی گردن مت کاٹو بڑی بڑی ظالم گردنیں اس ملک میں کاٹے جانے کے لیے موجود ہیں کاٹ نہ سکے اپنی کٹوا دیں گے ایک کام تو ہو سکتا ہے نا ہمارے ذمے انقلاب قائم کرنا نہیں لیکن انقلاب کے لیے مر جانا یہ ہمارے ذمے ہے ان گائیوں کا بہتا ہوا خون ان دنبوں اور بکروں کی گردنوں سے ابلتا ہوا خون ہمیں یاد دلاتا ہے کہ چوپایہ تو آج بھی اس کے نام پہ گردن کٹا سکتا

ہے تمہیں بے غیرت ہو کہ تم اپنی گردنیں بچانے کے لیے اس کے دین کو رسوا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہو۔ آپ نے نہیں سنا کسی کے خون سے آتی ہوئی اس آواز کو ہر بہنے والے خون کا قطرہ یہ کہتا ہے آج کے مسلمان سے کہ چوپایے میں بھی اتنی ہمت ہے کہ وہ اللہ کے نام پر اپنی گردن کٹوا سکتا ہے تم ہی بے غیرت ہو گئے ہو کہ تم اپنی گردنیں چھپاتے پھرتے ہو اللہ کے نام سے کب تک بچاؤ گے کب تک چھپاؤ گے اس گردن پر ملک الموت کا ہاتھ رکھا ہوا ہے دبانے کی دیر ہے صرف کب تک چھپا لو گے کہاں تک بھاگو گے یہ ملک الموت کے ہاتھ میں ہے میری اور آپ کی گردن وہ حکم کا منتظر ہے جب حکم ہو گا دبا دے گا ہمیں سانس لینے کی مہلت نہیں دے گا اس سے پہلے اس گردن کو اس کی بارگاہ میں پیش کر دو کٹ جائے الحمد اللہ بچ جائے تو بھی اس کا احسان ہے لیکن بچے اس حال میں کہ صرف اس کی بارگاہ میں جھکے اس پر کسی غیر کا تسلط نہ ہو کسی پر اس ملک میں ظلم نہ ہو کسی کا خون نہ چوسا جائے کسی کی عزت نہ لوٹی جائے اللہ کا قانون نافذ کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نافذ کی جائے اور اسے پاکستان بنایا جائے اگر ہم یہ نہ کر سکے تو یہ ہماری یتیم یتیم نمازیں ہمارے کسی کام نہیں آئیں گی۔

اسلام غیرت کا نام ہے اللہ کریم فرماتے ہیں العزۃ اللہ فلرسولہ و للمومنین اللہ سب سے بڑا عزت والا ہے عزت اس کے لیے ہے اللہ کے بعد ساری عزت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور انؐ کے بعد دنیا میں عزت والا صرف ایک ہے اور وہ ہے بندہ مومن اگر ہماری عزت ٹکے ٹکے پر دنیوی مفادات پر روٹی کے چند ٹکڑوں پر بکے آپ اس کو مسلمان سمجھتے ہیں جو امریکہ سے بچا ہوا کھانا مانگ کر کھانے کی امید میں جیتا ہے آپ اسے اسلامی حکومت سمجھتے ہیں جو کافر کو خوش کرنے کے لیے کہتا ہے جہاد کا نام نہ لو امریکہ خفا ہو جائے گا ارے بدھوؤ امریکہ کا تو دم نکل رہا ہے جہاد کے نام سے۔ عجیب بات یہ ہے کہ دنیا میں ساری دنیائے کفر مل کر اس وقت اسلام سے لرزاں براندام ہے پیشتی جب سے رشیہ ٹوٹا ہے ساری کافر سلطنتیں یہ سوچ رہی ہیں کہ اگر رشیہ ٹوٹ سکتا ہے مسلمانوں سے ٹکرا کر تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچ سکتی جو بھی ٹکرائے گا ٹوٹ جائے گا اب ساری کوشش مغرب کی یہ ہے کہ مسلمان کو جہاد سے الگ کر دیں جہاد کا نام اس سے چھڑوا دو جہاد کا راستہ اس سے چھڑوا دو جب جہاد نہیں رہے گا تو اسلام کہاں ہو گا اسلام تو ہے ہی جہاد کا نام اپنی ذات کے ساتھ جہاد اپنے حالات کے ساتھ جہاد سیاسیات کے ساتھ جہاد ملک اور قوم کے لیے جہاد دین کی سربلندی کے لیے جہاد نکال دو تو باقی اسلام میں بچتا ہی کچھ نہیں تو میرے بھائی اسی خون کی آواز سنو جو جانوروں کی رگوں سے ابل ابل کر زمین پر گرا اس چھری کو دیکھو جس سے آپ نے جانوروں کا گلا کاٹا اپنی گردنوں کو بھی دیکھو اپنی ذات کو بھی دیکھو اپنے مرتبے اور مقام کو بھی دیکھو اور اللہ ہمیں بھی توفیق دے کہ قطرہ ہمارا بھی اسکی راہ میں بہہ جائے کبھی ہمارا بھی دم اس حال میں نکلے کہ ہمارا خون اس کے راستے میں اس کی رضا مندی کے لیے بہہ رہا ہو انسان نہ سہی کم از کم کسی قربانی کے جانور جتنا جذبہ تو ہم رکھیں۔ اگر ہم اسلامی غیرت کے ساتھ آج بھی پلٹ پڑیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔

افغانستان میں جہاد ہوا کشمیر میں جہاد ہو رہا ہے اریٹیریا میں الجزائر میں اور فلسطین کو آزاد کرا لو ایک ایک اور پاکستان بنتا جائے گا اسلام کے نام پر کافرانہ ریاست جب تک آپ کہیں اسلامی ریاست نہیں بناتے سب فضول ہے چند لوگوں کا پیٹ بھرنے کے لیے دوسروں کو ذبح کیا جا رہا ہے آج اگر کشمیر سے ہندو چلا بھی جائے تو کیا فرق پڑے گا نرسیما راؤ کی جگہ نواز شریف کی حکومت ہو جائے گی اس سے زیادہ کوئی فرق نہیں پڑے گا قانون وہی حالات وہی ظلم و جور وہی کفر و فسق و فجور وہی تو اگر حالات وہی رہتے ہیں پھر نرسیما راؤ رہے تو کیا فرق پڑتا ہے دو سو کروڑ دو ارب مسلمان ہیں دنیا میں اور دو گھروں کی اسلامی ریاست نہیں

ہے تف ہے مسلمانوں پر اور مسلمانوں کی غیرت پر عیسائیوں کی عیسائی ریاست انہوں نے اگر مذہب سے حکومتوں کو الگ کر لیا تو ایک بہت بڑا شہر انہوں نے گرجے کے سپرد کر کے وہاں گرجے کی حکومت بنا دی ویٹیکن سٹی میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے پوپ کی انڈی پینڈینٹ حکومت ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت سے کہو کہ اس شہر پہ حملہ کر کے دیکھے ساری عیسائی دنیا کھڑی ہو جائے گی برائے نام سہی ایک شہر تو بنا لیا انہوں نے یہودیوں نے فلسطین میں اپنی مذہبی ریاست قائم کر لی عیسائیوں کے پاس ہے یہودیوں کے پاس ہے ہندو اپنی مذہبی ریاست اپنے مذہبی تقدس کے ساتھ سیکولر کے نام پر قائم کئے ہوئے ہیں۔ مسلمان خود مسلمان ہی نہیں ہونا چاہتا مسلمان کو خود اسلام پڑھنے کی فرصت نہیں اسلام سمجھنے کی فرصت نہیں اسلام پر عمل کرنے کی فرصت نہیں اسلامی ریاست کس وقت بنائے گا۔

اللہ کریم ہماری ان قربانیوں کو قبول بھی فرمائے ہمیں وہ جذبہ دے کہ ہم اس قربانی کی اصل اس کی حقیقت اور اس کے فلسفے کو نہ صرف سمجھ سکیں اس پر عمل کی توفیق بھی عطا ہو۔

حضرت واثلہ ابن الاسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو (اگر ایسا کرو گے، تو ہو سکتا ہے کہ) اللہ اس کو اس مصیبت سے نجات دیدے اور تم کو مبتلا کر دے۔ (جامع ترمذی)

جب دو آدمیوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اور وہ ترقی کر کے دشمنی اور عداوت کی حد تک پہونچ جاتا ہے، تو یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک کے مبتلائی مصیبت ہونے سے دوسرے کو خوشی ہوتی ہے اس کو شماتت کہتے ہیں، حسد اور بغض کی طرح یہ خبیث عادت بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض کرنے والی ہے، اور اللہ تعالیٰ بسا اوقات دنیا ہی میں اس کی سزا اس طرح دیدیتے ہیں کہ مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دے کر اس پر خوشی ہونے والے کو مبتلائے مصیبت کر دیتے ہیں۔

ضروری اعلان

نور پور تھل میں جو چشمہ کا پانی "آب شفا" کے نام سے معروف کیا جا رہا ہے تاکہ جاہل عوام کو لوٹا جا سکے۔ ایک عام پانی ہے۔ جس میں کوئی شفا کا ثبوت آج تک مہیا نہ ہو سکا گو "یار لوگوں" نے کہانیاں بے شمار گھڑ رکھی ہیں ہاں پانی پینے والوں میں مزید بیمار ہونے کے شواہد بہت مل چکے ہیں کیونکہ کثرت استعمال سے اس میں آلودگی آ گئی ہے تمام احباب حلقہ کو وہاں جانے اور وہ پانی حاصل کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ اس حکم کی خلاف ورزی دارالعرفان سے تعلق برقرار نہ رکھ سکے گی۔ کیوں کہ بد اعتمادی اور تزکیہ کا آپس میں کوئی دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

ناظم اعلیٰ

دعائے مغفرت

۱۔ سلسلہ کے ساتھی ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ صاحب کے والد وفات پا گئے ہیں۔ تمام حلقہ احباب سے ان کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

۲۔ پشاور کے ساتھی محمد کفیل کے والد صاحب ۲۳ر مئی کو وفات پا گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

۳۔ کراچی کے ساتھی غلام مصطفیٰ کی والدہ ۱۱ر جون کو وفات پا گئی ہیں ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

۴۔ لاہور کے ساتھی قاری احمد یار کے والد محترم حافظ محمد صدیقؒ مورخہ ۸ر جون ۱۹۹۳ء کو رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں تمام حلقہ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مسلماں تو ہوں مگر ---

مولانا محمد اکرم اعوان

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث پاک کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انعامات بیان فرمائے ہیں جو خصوصاً" اللہ کریم نے حضور کی ذات والا صفات صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائے ہیں ان انعامات میں اسی حدیث کے آخر میں ایک جملہ ہے وہ وجعلی الارض مسجدا و طهورا او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب کریم نے میرے لئے روئے زمین کو مسجد بنا دیا ہے ایک خصوصیت یہ عطا فرمائی ہے دوسری خصوصیت فرمایا میری ذات کے باعث میری برکات کے باعث میرے وجود کے باعث زمین کو یہ ملی ہے کہ وہ پاک کر سکتی ہے طہور ہو گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تمام ادیان میں اللہ کی عبادت کے لیے کوئی جگہ مختص کی جاتی تھی وہ خواہ مکان بنتا یا نہ بنتا لیکن اس کی چار دیواری یا کوئی احاطہ ضرور بنایا جاتا۔ جسے مسجد یا اس زمانے کی زبان میں عبادت گاہ کا کوئی نام ہوتا ہو بہرحال وہ جگہ جو عبادت کے لیے مختص ہوتی معبد بنتا اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ عبادت کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی تمام ادیان میں آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک دوسری یہ بات کسی دین میں بھی نہیں تھی کہ مٹی سے تیمم کر کے پاکی حاصل کی جائے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی بہت سی خصوصیات ارشاد فرمائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہیں یوں تو اللہ کے سارے نبی نبی ہیں برگزیدہ ہیں اللہ کے محبوب ہیں اللہ کے مقبول ہیں اور ہر نبی کو اللہ کریم نے بے شمار عزتیں عظمتیں اور رفعتیں عطا کیں اتنی عظمتیں عطا کیں کہ میں اور آپ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے غیر نبی' نبی کی عظمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا لیکن کچھ خصوصیات خاص تھیں صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تو ان میں ایک خصوصیت یہ تھی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اللہ نے سارے روئے زمین کو مسجد قرار دے دیا کہیں وقت ہو جائے آپ کسی جگہ نماز پڑھ لیں ادا ہو جاتی ہے مسجد کی فضیلت الگ' حرم کی فضیلت اپنی لیکن نماز کے لیے روئے زمین مسجد ہے اور دوسری یہ خصوصیت عطا فرمائی گئی کہ اگر پانی نہ ملے تو مٹی سے تیمم کر لیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانی سے جلد پاک ہوتی ہے لیکن تیمم سے ہڈی تک پاک ہو جاتی ہے۔

میں اس حدیث پاک کے اس ایک جملے کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم اکثر فضائل میں یہ حدیث مبارک پڑھتے بھی ہیں اور بے شمار علمائے کرام سے سنتے بھی ہیں لیکن اس کے اس پہلو پہ شاید ہم نے کبھی غور نہ کیا ہو کہ اگر یہ روئے زمین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کی خاطر مسجد قرار دے دیا گیا ہے تو پھر اس روئے زمین کا' اس گلوب کا ماحول وہ ہونا چاہیے جو مساجد کا ہوتا ہے یہ صرف فضیلت نہیں وہ تو بے شک ہے لیکن فضیلت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ماننے والے کے دعویٰ رکھنے ماننے کا دعویٰ رکھنے والے کی اور ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اس روئے زمین کو اس طرح صاف و ستھرا کرے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام نے اسے کر کے دکھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے روئے زمین کو میرے لیے مسجد بنا دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام نے صحرائے عرب سے اٹھ کر پورے گلوب کو پورے روئے زمین کو مسجد کا ماحول دے دیا جس میں کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا تھا کوئی کسی سے زیادتی نہیں کر سکتا تھا اور اگر کسی سے زیادتی ہوتی تھی تو اس کا انصاف کیا جاتا تھا عدل و انصاف تھا لوگ سکون سے رہتے تھے اگر لوگ مسلمان نہ بھی ہوتے تو ان کا معاملہ رب کے ساتھ تھا لیکن دوسرے کے حقوق غصب نہیں کر سکتے تھے۔ دوسرے پر ظلم نہیں کر سکتے تھے۔

تو مسلمان جب غافل ہوا اس عظمت سے مسلمان جب غافل ہوا تو سمٹتے سمٹتے روئے زمین کی پاکیزگی تو بہت دور کی بات تھی چھوٹے چھوٹے گھر جو اس نے مکان جو اس نے مسجد کے نام پہ تعمیر کئے ان کا ماحول بھی نہ پاکیزہ رہا اور نہ پرامن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہم جب سوچتے ہیں تو بہت وسیع پیمانے پر یعنی کسی بندے سے آپ پوچھیں تو وہ کہے گا ملک میں اسلام نافذ ہونا چاہیے جب ہم سوچتے ہیں تو اتنے وسیع پیمانے پر کہ ہم کہتے ہیں کہ ایک دم سے پورے ملک میں اسلام نافذ ہونا چاہیے لیکن جب ہم عمل کرنے پہ آتے ہیں تو اپنے ایک وجود پر اسلام کو نافذ نہیں کر پاتے یعنی ہماری سوچ میں اور ہمارے عمل میں اتنا فاصلہ ہے کہ سوچتے وقت یا دعویٰ کرتے وقت یا مطالبہ کرتے وقت تو یہ ہوتا ہے کہ پورے ملک پہ اسلام نافذ ہو عمل کے وقت یہ ہوتا ہے کہ خود اپنا وجود اپنا باڈی سٹریچر جو ہے اس پر بھی ہم اسلام نافذ نہیں کر پاتے اور اس کے لیے جو بہت نیک بندہ ہو۔ بعض لوگ تو اپنے آپ کو سمجھتے ہی گناہگار ہیں وہ کہتے ہیں مجھ سے خطا ہو گئی لیکن دوسرے جو دیندار بھی کہلانا چاہتے ہیں کرتے وہ بھی وہی ہیں وہ اس خطا کے جواز تلاش کرتے رہتے ہیں اس کے لیے اسباب تلاش کرتے رہتے ہیں اس کے لیے جواز ڈھونڈتے رہتے ہیں کام وہی کرتے ہیں اگر ایک گناہگار سود لیتا ہے تو دین دار بھی سود ہی لیتا ہے لیکن وہ اس کے لیے حیلے حوالے تلاش کرے گا نہیں جی اس میں یہ ہے اس میں وہ ہے اس میں بہت سے آرگو کر لے گا۔

تو قرآن حکیم نے بھی یہ ذمہ داری ہم پر عائد فرمائی فرمایا کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تم بہترین امت اس لیے ہو کہ تم انسانیت کے لیے زندہ رہتے ہو تمہیں اس لیے یہ منصب دیا گیا ہے خیرامت کا کہ تم انسانیت کی فکر کرتے ہو تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر پوری انسانیت کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور ساری انسانی آبادی کو برائی سے روکتے ہو تو وہی بات آگئی نا جو مسجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی تھی روئے زمین اس کو واقعی مسجد کا ماحول مہیا کیا جائے اور یہ ذمہ داری ہے میری، آپ کی، ہم سب مسلمانوں کی۔ جب یہ مسلمان قوم نہیں تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ابرہہ نے مکہ مکرمہ پہ چڑھائی کر دی اس لیے کہ کہ اسے مکہ مکرمہ کی مقبولیت اور شہرت کھٹکتی تھی وہ چاہتا تھا کہ میں بہت بڑا شہنشاہ ہوں بہت بڑا سلطان ہوں لوگ میری طرف متوجہ ہوں میرا محل دیکھنے کے لیے آئیں جہاں میں عبادت کرتا ہوں وہ عبادت خانہ جو ہے وہ روئے زمین پر سب سے زیادہ مقبول ہونا چاہیے جو میری عبادت گاہ ہے تو اس نتیجے پر وہ پہنچا کہ جب تک مکہ مکرمہ کی عبادت گاہ موجود ہے تب تک لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوں گے کیوں نہ اسے مٹا ہی دیا جائے اس خیال سے جب وہ حملہ آور ہوا تو حضرت عبدالمطلب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان تھے وہ امیر تھے قریش کے انہوں نے سب سے مشورہ فرما کر حکم دیا کہ ہم ابرھہ کا مقابلہ تو کرنے سے رہے بہت بڑا شہنشاہ ہے اور اس کے پاس بہت بڑی فوجی طاقت ہے تو اگر ہم مقابلہ نہیں کر سکتے تو ہمیں اس کے اور رب کے درمیان آنا بھی نہیں چاہیے کہ ہمیں شہر خالی کر دینا چاہیے اور حرم کو چھوڑ دینا چاہیے جس کا گھر ہے وہ جانے اور جو گرانا چاہتا ہے وہ جانے ہم درمیان سے نکل جائیں اور یہی فیصلہ کیا سب نے شہر خالی کر دیا ابرہہ کے کچھ سپاہی حضرت عبدالمطلب کے کچھ

اونٹ ہانک کر لے گئے جو پھر رہے تھے چرنے کے لیے تو وہ ابرہہ کے لشکر میں تشریف لے گئے ابرہہ کو اطلاع کی گئی کہ قریش کا سردار اور مکہ کا رئیس آیا ہے تو بڑا خوش ہوا تو یہ معاملہ بغیر لڑے بھڑے طے ہو جائے گا اور میں انہیں کہوں گا بھئی تم یہ مکان مسمار کر دو میں تمہیں پیسے بھی دیتا ہوں جو دولت چاہتے ہو وہ بھی دیتا ہوں یہیں سے واپس چلا جاتا ہوں تمہارے ملک میں مداخلت تمہارے نظام میں مداخلت بھی نہیں کرتا اور تمہیں دولت وغیرہ بھی دیتا ہوں تو یہ تو کام ختم ہو گیا جب وہ آئے بڑے اہتمام سے اس نے بلایا' بیٹھے' اس نے بات پوچھی ہاں فرمایئے کیسے تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے کچھ اونٹ تمہارے سپاہی ہانک کر لے آئے ہیں میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ بادشاہوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جہاں جائیں وہاں سے لوگوں کا مال ان کے سپاہی لوٹتے پھریں تو میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ میرے اونٹ واپس کر دیجئے اس نے کہا کہ آپ نے تو مجھے بڑا نا امید کیا میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ آپ بیت اللہ کی بات کریں گے اپنے اس معبد کی بات کریں گے جس کو گرانے کے ارادے سے میں آیا ہوں تو انہوں نے فرمایا بات یہ ہے کہ تیرے مقابلے میں ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم اس کی حفاظت نہیں کر سکتے اور اس گھر کا ایک مالک بھی ہے جس کی عبادت ہوتی ہے وہاں اب اس کی مرضی اگر اس نے چاہا اگر اسنے اپنا گھر بچانا چاہا تو وہ تم سے مقابلہ کر لے گا اگر وہ خود ہی بچانا نہیں چاہتا تو آپ گرا دیجئے گا ہم مقابلے پہ نہیں آتے۔ اس نے اونٹ تو واپس دلوا دیے لیکن وہ بات نہ سمجھ سکا اور وہ سمجھا کہ عجیب لوگ ہیں چھوڑ کر بھاگ گئے لیکن اگلی صبح جب اس نے شہر کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تو اللہ کریم نے ابابیلوں کے لشکر بھیج دیئے یعنی بہت طاقتور سلطان جو تھا اسے کمزور ترین پرندے کے ہاتھوں اس نے تباہ و برباد کرا دیا اور تہس نہس کروا دیا جس طرح چبایا ہوا بھوسا ہوتا ہے جس طرح کوئی جانور بھوسے کو آدھا چبا کر پھینک دے اس طرح سے انسانوں اور ہاتھیوں کا قیمہ بن گیا تھا کہ وہ کنکر جہاں لگتا تھا دوسری طرف سے نکل جاتا تھا تو اس نے ابابیل بھیج کر کعبے کی حفاظت کی۔

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد ابابیل کبھی نہیں آئے اور اب کبھی نہیں آئیں گے اس لیے کہ وہ قوم پیدا کر دی اللہ نے جو اللہ کی وارث اور خلیفتہ اللہ فی الارض ہے وہ افراد پیدا کر دیئے وہ انسان پیدا کر دیئے وہ نبی علیہ السلام پیدا کر دیا وہ رسول معبوث فرما دیا جس کے ذمے اس کی حفاظت کرنا ہے اور جو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے بس سے تو باہر ہے خدا جانے اور تم جانو اگر یہ کہنا ہوتا تو اہل بدر سے احد کے میدان میں یا فتح مکہ کے وقت روکاوٹ بنتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقع پر نہ اپنی جان کی فکر کی نہ اپنے جان نثاروں اور خدام کی جان کی فکر کی نہ اس نوزائیدہ سلطنت کی فکر کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ترتیب دے رہے تھے اور نہ ہی کوئی معاملہ اس سے زیادہ اہمیت حاصل کر سکا نفاذ اسلام سے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام نے نہ صرف کعبے کی حفاظت کا حق ادا کیا بلکہ انہوں نے اس زمانے میں جب کوئی کونیس نہیں تھی جب ٹرانسپورٹیشن مشکل تھی جب کمیونی کیشن سسٹم نہیں تھے جب کوئی ذرائع ابلاغ نہیں تھے اخبار رسالے نہیں تھے ٹیلی فون اور تار نہیں تھی اس زمانے میں انہوں نے ہسپانیہ سے لے کر چین تک اور سائبیریا سے لے کر افریقہ تک کو تو مدینہ منورہ کی ریاست کے ماتحت ایک سلطنت بنا دیا اور ایسے نظام ترتیب دیئے گئے اس زمانے میں کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب چین سے لے کر ہسپانیہ تک اور سائبیریا سے لے کر افریقہ تک محاذ پر لڑنے والوں مجاہدوں کو لڑا رہا ہوتا تھا وہاں سے پیش قدمی کرو اس طرف سے پیچھے ہٹ جاؤ فلاں شہر کا محاصرہ کیا جائے فلاں کا اٹھا لیا جائے فلاں سپاہ جو ہے وہ فلاں جرنیل کے پاس چلی جائے فلاں سے اتنے وہ بندے نکال کر اس طرف بھیجے جائیں یعنی وہاں بیٹھا ہوا بندہ میدان جنگ کو کنٹرول کر رہا ہوتا تھا۔

حتیٰ کہ ایک عجیب واقعہ آپ نے بارہا پڑھا اور سنا ہو گا کہ ایرانیوں کے ساتھ عین معرکہ کار زار میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبے کے لیے بیٹھے تھے منبر پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور وہاں معرکہ ہو رہا تھا حضرت ساری مرضی اللہ تعالیٰ عنہ سالار لشکر تھے ایرانیوں نے سوچا کہ پہاڑ کی اوٹ سے آ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کیا جائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلا اٹھے یا ساریہ الجبل الجبل ساریہ پہاڑ کی خبر لو ساریہ نے اور لڑنے والے ہر سپاہی نے یہ آواز ایران میں لڑتے ہوئے سنی کہ امیرالمومنین حکم دے رہے ہیں پہاڑ کی طرف پلٹ جاؤ اور پہاڑ کے قریب ہو جاؤ۔ اس حد تک وہ خطیب اور وہ مسجد کے امام اس حد تک INVOLVE ہوتا تھا اور ایسے نظام ترتیب دیئے گئے تھے کہ آج کی ڈاک دیر سے پہنچتی ہے اس زمانے کی ڈاک جلدی پہنچ جاتی تھی ہر سولہ میل پر چوکی ہوتی تھی اور ہر چوکی پر تازہ دم گھوڑے ہوتے تھے اور ایک سپاہی جو ڈاک لیتا تھا سولہ میل پر جا کر آف ہو جاتا تھا آگے گھوڑا تیار کھڑا ہوتا تھا جس پر بندہ بیٹھ کر سرپٹ چھوڑ دیتا تھا سولھویں میل پر وہ رک جاتا تھا اگلا تیار کھڑا ہوتا تھا آج جو خط پوسٹ کیا جائے یہاں سے پنڈی وہ تیسرے دن ڈلیور ہوتا ہے اور وہ پانچ پانچ سو میل کی ڈاک جو ہے روزانہ یا ہزار ہزار میل کی ڈاک دوسرے تیسرے دن پہنچ جاتی تھی ایسے ایسے نظام ترتیب دیئے تھے مسلمانوں نے۔ اور واقعی صحابہ کرام نے یہ حق ادا کر دیا کہ اللہ نے زمین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مسجد بنایا انہوں نے پورے روئے زمین کا ماحول جو ہے وہ برائی سے پاک کر کے واقعی وہاں مسجد کا ماحول جو ہے بنا کر دکھا دیا۔

جب قوموں پہ زوال آتے ہیں سب سے زیادہ نقصان دہ بات جو ہوتی ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اپنے دل سے ان کی قدار جو ہوتی ہیں ان کی اہمیت کم ہونی شروع ہو جاتی ہے وہ کہتے ہیں خیر ہے اس کے بغیر بھی، گذارا ہو گا خیر ہے اس کے بغیر بھی ہو گا وہ ایک ایک قدر چھوٹتے چھوٹتے بندہ خالی ہاتھ ہو جاتا ہے ہم اپنا اگر اندازہ کریں تو ایک زمانہ تھا جب یہ تصور۔ قرآن حکیم میں یہ کوئی تصور نہیں ہے کہ مسلمان ہو اور نماز ادا نہ کرے یہ Concept قرآن میں نہیں ہے حدیث میں نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کافر اور مومن مشرک اور مومن کے درمیان فاصلہ ہی نماز کا ہے نماز ہی طے کرتی ہے کہ کون مومن ہے اور کون مومن نہیں ہے لیکن ہم اس سے جب پیچھے ہٹنے لگے تو ہٹتے ہٹتے اب قوم کی قوم اللہ کی عبادت تک چھوڑ گئی اسی طرح سے ہم نے اپنے حلیے کو گھٹایا اس کی بھی اہمیت نہیں اس کی ایک ایک چیز سے ہٹتے ہٹتے ہم کہاں پہنچ گئے۔ اب ہمارا حال یہ ہے کہ نہ ہماری کوئی دینی قدر سلامت ہے نہ کوئی اخلاقی قدر سلامت ہے اور نہ کوئی معاشی قدر سلامت ہے۔ معاشیات میں ہر جگہ سود مسلط ہے اخلاقیات میں ہر طرف مغرب ہے ایمانیات میں ہم ہندوؤں تک سے مار کھا گئے یعنی بڑی عجیب بات یہ ہے کہ جس قوم کا ساری دنیا تمسخر اڑاتی تھی کہ ہندو ازم کیا ہے بھائی جو بھی چیز بڑی نظر آئے اس کے سامنے سجدے میں پڑ جاؤ بڑا درخت ہے سجدہ کر لو بڑا دریا ہے سجدہ کر لو بڑا سانپ ہے سجدہ کر لو بڑی آگ جل رہی ہے سجدہ کر لو بڑا پہاڑ ہے سجدہ کر لو کیا بے وقوفی ہے جی جو چیز جتنی ہیوج HUGE ہے اسے سجدہ کرنا شروع کر دو۔

آج اگر ہم اپنا تجزیہ دیانت داری سے کریں تو ہمارے اپنے گھروں میں ہمارے شادی بیاہ سے لے کر جنازے تک میں آدھے سے زیادہ اسلام ہندوؤں کا ہے آدھے سے زیادہ رسومات ہم نے وہ اپنا لی ہیں جو ہندوؤں کی ہیں۔

اور کہیں کوئی شوشہ چھوڑ دیجئے ایسی آوارہ قوم ہے کہ ان کا کوئی سر پیر ہی نہیں رہا اب جو قوم اپنے گھر کو ہم پوری روئے زمین کو تو مسجد نہ بنا سکے لیکن ایک گھر کو جس کی دیواریں ہم نے اٹھائی ہیں جس میں جسے چاہیں آنے دیتے ہیں جسے نہ چاہیں وہ سگا بھائی بھی ہو روک دیتے ہیں۔ کہ تم میرے گھر نہیں آؤ گے اس

گھر ۔ کیا ہم نے مسجد کا ماحول دے دیا ہے کہ اس میں ہماری چار دیواری یا ہمارے گھر کے اندر کوئی بندہ جائے تو کیا وہاں اخلاق وہ ہے جو مسجد میں ہوتا ہے عبادت اس طرح کی جاتی ہے جو مسجد میں کی جانی چاہیے کما کر اس طرح کا حلال لایا جاتا ہے جس طرح کا مساجد میں ہونا چاہیے بات کرتے وقت اس طرح کی بات ہوتی ہے جو عزت و احترام مساجد میں ہے میرے خیال میں تو ہمارے گھر جو ہیں ان میں تو اتنا احترام بھی نہیں رہا جو ہندو اپنے مندر کا کر لیتا ہے۔ تو جو بندہ اپنے وجود پر اسلام نافذ نہیں کر سکتا وہ مطالبہ کرتا ہے کہ ملک پر نافذ کرو وہ میرے خیال میں اگر سیدھی طرح سیدھی صاف بات کی جائے اس میں وہ کوئی نہ کی جائے مصلحت امیزی نہ کی جائے تو بڑے سادے الفاظ میں کہنا چاہیے کہ بکواس کرتا ہے اس پر لیپا پوچی کی جائے تو کہیں گے جی نہیں نا مناسب بات کہتا ہے لیکن حق یہ ہے کہ بڑے صاف انداز میں یہ کہنا چاہیے کہ بکواس کرتا ہے اور اگر میں یہ دعویٰ کروں کہ یہ ساری مسجد بنا دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر میرے رب نے اور میں اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں تو میں یہ کیوں بھول جاتا ہوں کہ یہ ساری مسجد ہے اس کا ماحول اور روئے زمین کا ماحول مسجد کا ماحول بنانا یہ میری ذمہ داری ہے اور اگر میں سارے روئے زمین کو نہیں بنا سکا تو اپنے ایک گھر میں تو وہ فضا پیدا کر دوں جس سے پتہ چلے کہ یہ مسجد ہے یہ مسلمان کا گھر ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اللہ کریم نے زمین کو عطا فرمائیں۔

تو الحمدللہ اللہ کریم کا یہ احسان ہے کہ اللہ نے توفیق بخشی تو احباب جتنا ہو سکتا ہے جماعت کے ساتھی جو ہیں یہ حضرات ذکر کرنے والے لوگ جو ہیں یہ کر رہے ہیں اور بھی بہت ہے لوگ تبلیغی جماعت کے لوگ اپنے طور پر کرتے ہیں جماعت اسلامی کے لوگ اپنے طور پر کرتے ہیں اور دوسری ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لیے گنجائش نہیں رکھتے مثلاً مختلف جماعتیں اگر دین کا کام کر رہی ہیں تو بہت اچھی بات ہے کہ ایک شعبہ کسی کے پاس ہے دوسرا دوسرے کے پاس ہے ایک تیسرے کے پاس ہے تو اگر ہم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے تو اتنی بھی قوت برداشت ہونی چاہیے کہ دوسرے کو بھی کام کرنے کا موقع دیا جائے یقیناً" جو کام جماعت اسلامی کر رہی ہے وہ ہم نہیں کر سکتے اسی طرح جو کام تبلیغی جماعت کے دوست کر رہے ہیں وہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ ہم چاہیں بھی تو ہم سے نہیں ہو سکتا جو کام ہم کر رہے ہیں وہ دونوں مل جائیں ان سے نہیں ہو سکا۔ ہر کس رابہ ہر کار ساختند میل اورا در دلش انداختند

ہر ایک کو اللہ نے کسی کام کے لیے پیدا کیا ہے کام کرنے کی رغبت اس کے مزاج میں اس کے ضمیر میں سمو دی ہے۔

جس طرح فوج میں ایک لڑاکا سپاہی ہوتا ہے لیکن ان سارے لڑنے والوں کے ساتھ دو چار ایک کپڑے دھونے والا دھوبی بھی ہوتا ہے شیو کرنے کے لیے حجام بھی ہوتا ہے دو چار لانگری بھی ان کا کھانا پکانے کے لیے ہوتے ہیں اب اگر کہہ دیا جائے کہ جی سپاہی ہی سپاہی ہے لانگری کو تو گولی مار دو تو سپاہی لانگری کے بغیر نہیں لڑ سکے گا۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ یہ دھوبی غیر ضروری ہے اور اس دھوبی کو سارے سپاہی مل کر بھگا دو تو وہ سپاہی وہاں زندہ نہیں رہ سکیں گے کہ وہ اپنا کام فوج کا کریں گے یا کپڑے دھوتے پھریں گے وہ تو جب دشمن حملہ آور ہو گا تو وہ پھرتے ہوں گے کہیں نل کے نیچے اپنی وردی دھونے بیٹھے ہوں گے تو یہ ایک ٹیم ورک ہوتا ہے ہر چیز کا آپ دیکھیں فوج میں کتنے شعبے ہیں کوئی آرٹلری کا ہے کوئی ایئر فورس کا ہے کوئی بحری جہازوں کا ہے پھر بری فوج میں بے شمار آگے شعبے ہیں کوئی موٹر ٹرانسپورٹیشن کا ہے کوئی ہسپتال کا ایمبولنس کا کوئی LOOK AFTER کا ہے کوئی راشن پہنچانے پہ تو وہ سارے جب ملتے ہیں تو ایک کام ہوتا ہے۔ اسی طرح جتنے لوگ بھی دینی شعبوں میں کام کر رہے ہیں کوئی مدرسہ بنا رہا ہے کوئی کسی جگہ نماز پڑھا دیتا ہے کوئی تحریرا" کوئی

تقریرا" کوئی تصنیف میں کوئی تبلیغ میں تو یہ جتنے کام ہو رہے ہیں اگر اللہ ہمیں توفیق دے ان سب کا کوئی اتحاد کوئی صورت بن جائے اور ہم سب لوگ مل کر کریں تو شاید بہت زیادہ فائدہ ہو لیکن اگر ہم مل نہیں سکتے تو کم از کم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا یا ٹانگ کھینچنا تو مناسب نہیں ہے مل کیوں نہیں سکتے یہ بھی بڑی عجیب بات ہے ساری فوج ملتی ہے جو لڑاکا یونٹ ہیں پیدل چلنے والے ہیں جو گاڑیوں پہ چلنے والے ہیں اسی طرح وہ ایک دوسرے کو بڑے پیار سے ملتے ہیں ہم کیوں نہیں ملتے ہم بھی تو آخر حزب اللہ ہیں اللہ کی فوج ہی کہا ہے مومن کو۔ تو ہم کیوں لڑتے ہیں آخر میں۔ میرے خیال میں فوجی جو ہیں وہ اپنی فوج اپنے ملک یا اپنی حکومت کے وفادار ہوتے ہیں ہم میں سے وہ وفاداری چلی گئی ہے ہم خود ہی فوج بن گئے ہیں ہمارا کوئی مالک نہیں رہا کس کی فوج ہیں یہ ہمیں نہیں خبر ہر بندہ اپنی ذات میں خود ایک فوج ہے اور وہ دوسرے کے خلاف صف آرا ہے اگر ہمیں اپنے ملک تک رسائی ہوتی ہمیں یہ خبر ہوتی کہ ہم اللہ کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج ہیں تو پھر ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی اور ایک دوسرے کے ساتھ نہ لڑنے کی ایک صورت پیدا ہو سکتی تھی۔

تو ہمارے یہ جو سفر ہیں یہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہیں اور یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اندازہ نہیں ہو سکتا آدمی سمجھ نہیں سکتا۔ میرے خیال میں میں اگر گننا چاہوں تو ان تیس بتیس دنوں میں جتنے میل سفر کیے ہیں میں نہیں گن سکتا تو یہاں سے یورپ جو ہے وہ پانچ گھنٹے کا ٹائم ڈفرنس ہے یہاں سے امریکہ آگے پانچ گھنٹے کا ٹائم ڈفرنس ہے اور WITH IN AMRECA ویسٹ کوسٹ پر جائیں تو پھر آگے پانچ گھنٹے کا ٹائم ڈفرنس آ جاتا ہے تو پندرہ گھنٹے وقت کا فرق پڑنے تک تو دوسری سمت سے لپٹ کر دنیا قریب آ جاتی ہے اب اگر جہاں میں تھا وہاں سے اگر میں جاپان کے راستے آتا تو فاصلہ کم تھا عجیب بات یہ ہے کہ اس سارے سفر میں کوئی پارک کوئی چڑیا گھر کوئی خوبصورت منظر کوئی دریا کوئی پل کوئی تھیٹر کوئی اجتماع کوئی خوبصورت عمارت یا کوئی عجیب و غریب چیز یا کوئی اچھا بازار دیکھنے کی نہ فرصت تھی اور اللہ کی شان ہے نہ کوئی دل میں بات آتی تھی کہ دیکھا جائے اور حیرت ہوتی ہے کہ جس شہر میں پچاس ساٹھ ستر لاکھ جس شہر میں ایک کروڑ ڈیڑھ کروڑ دو کروڑ بندے رہتے ہیں دو کروڑ کی آبادی میں اگر تین چار بندے بات سننے کے لیے آمادہ ہو جاتے تو ایسے پتہ چلتا تھا جیسے ہم نے بڑا جہاد فتح کر لیا ہے۔ یعنی دیکھا جائے تو اگر نیویارک جیسے شہر میں اگر دس بندے آپ کی بات سن لیں تو ان کا ہونا نہ ہونا کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ کی بات سننے پر کوئی آمادہ ہی نہیں ہے کوئی سننا چاہتا ہی نہیں اور مسلمان نہیں سننا چاہتا اس کے پاس فرصت ہی نہیں اور بڑے مزے سے بڑے آرام سے بڑے لطف سے اور بڑے فخر سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ بھائی آپ یہاں کیوں آتے ہیں وہاں کام تھوڑا ہے وہاں کام کریں بات تو یہ بھی ٹھیک ہے کام تو یہاں بھی ہیں اور کام وہاں بھی ہے اور کسی ایک جگہ سے یہ کام روئے زمین کے لیے کرنا ممکن نہیں ہو گا اس لیے ہم عرض کرتے ہیں کہ بھئی ہم آپ کو تکلیف دینے اس لیے آتے ہیں کہ جو ہم سے بن پڑ رہا ہے ہم کر تو رہے ہیں کچھ آپ بھی اگر اس میں حصے دار ہو جائیں تو وہی کام جو چھوٹے اس لیول پر ہو رہا ہے بہت بڑے لیول پر ہو سکتا ہے۔

جیسے ہم نے بفضل اللہ تعلیم بالغاں کا سسٹم شروع کیا ہے تو اب جاپان سے امریکہ کے ویسٹ کوسٹ تک اس سفر میں لوگوں کو جب سمجھایا پتہ چلا الحمدللہ بہت سے لوگ اس بات پہ تیار ہو گئے کہ آپ ہمیں وہ لیکچرز دے دیں تو ہم اس کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔

لیکن میرے بھائی میں یہ ساری روئیداد سفر نہیں سنانا چاہتا میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ جو احباب اللہ کا احسان ہے جن پر جو ذکر کرتے ہیں جو جماعت میں شامل ہیں آپ محض زیارتوں پر نہ رہیے کہ حضرت کی زیارت ہو گئی حضرت سے

ملاقات ہو گئی حضرت نے دعا کر دی یہ کوئی بات نہیں ہے۔ یہاں کوئی حضرت وزرت نہیں ہوتا سب بندے ہیں حقیقتاً یہ جو لقب ہے حضرت یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ بہت زیادہ احترام کسی کا کرتے تو اسے سیدنا تو کہہ دیتے حضرت نہیں کہتے تھے چونکہ حضرت تو وہ ذات ہوتی ہے جس کی بارگاہ میں حاضری دی جائے یہ تو ہمارے ہاں عام ہو گیا ہے نا کہ ہر تیسرا بندہ حضرت ہے جس طرح چیئرمینی کی وبا پھوٹی نا پہلے ملک کا چیئرمین ہوتا تھا یا کسی بڑی پارٹی کا سربراہ چیئرمین ہوتا تھا پھر آتے آتے یونین کونسل کا چیئرمین بنا اب ہر دو بندے اکٹھے کر کے تیسرا چیئرمین ہو جاتا ہے جی کیا ہم نے یہ کمیٹی بنائی ہے یہ اس کا چیئرمین ہے اس کا کوئی سر نہ پیر وہ ایک نام اتنا لوگوں کو پسند آیا کہ اب میرے خیال میں پاکستان میں آپ دیکھیں تو ساری آبادی میں سب سے زیادہ جو لوگ ہیں وہ چیئرمین ہوں گے اور جو چیئرمین نہیں ہیں وہ کم رہ گئے یہ ایک ایسا رواج پڑ گیا۔ اسی طرح یہ حضرت کا لفظ بھی اتنا عام ہوا کہ ماذشا کیا اب ہر کوئی حضرت ہے تو میں اس حضرت وزرت کا قائل نہیں ہوں اور نہ میں آپ کو مشورہ دوں گا اس حضرت میں تو یہی بات رہ گئی کہ آپ آئے میں بڑا حضرت ہوں اور آپ نے میری زیارت کی اور آپ چلے گئے اس پر اللہ آپ کو معاف نہیں کرے گا۔ میں اتنا ہی ذمہ دار ہوں دین کی خدمت کا جتنے آپ بھی ہیں اور اگر آپ اپنے حصے کا کام نہیں کریں گے تو میں اکیلا آپ کے حصے کا کام نہیں کروں گا خواہ میں کتنی جانفشانی سے کام کروں میں اپنے حصے کا ہی کروں گا میں آپ کے حصے کا تو نہیں کر سکتا۔

میں آپ سے یہ نہیں کہتا کہ آپ میری طرح سارے گھر چھوڑ کر اتنا لمبا سفر کریں آپ نہ کریں لیکن اگر میں ایک مطالبہ آپ احباب سے کروں تو کیا یہ صحیح نہیں اتنی دنیا میں میں جب شور مچاتا ہوں تو وہ مجھ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کہیں کوئی ایسا گھر کہیں کوئی ایسے لوگ کہیں کوئی ایسا محلہ ہے بھی سہی جیسے تم ہمیں کہتے ہو بن جاؤ تو آپ باہر نہیں جاؤ لیکن جہاں ہو اس گھر کو تو ویسا بنا دو میں یہ کہہ تو سکوں کہ ہاں ایسے گھر موجود ہیں کیا یہ سوال مناسب نہیں ہے اگر تو آپ یہ کر رہے ہیں تو مجھے آپ دو سال بھی نہ ملیں برکات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آتی ہیں میں درمیان میں ایک عاجز سا ذریعہ ہوں تو یہ جو تار لگی ہوئی ہے نا اس کمرے میں یہ نہیں روکے گی یا تو یہ جل جائے ٹوٹ جائے الگ بات ہے نہ یہ اپنے پلے سے دے گی بجلی نہ آتی ہوئی کو روکے گی آتی وہاں سے ہے پاور ہاؤس تو جہاں سے برکات آتی ہیں وہ اگر کوئی بندہ مجھے دس سال بھی نہ ملے لیکن یہ کام کر رہا ہو تو اس تک وہاں پہنچتی رہیں گی اگر کوئی ساری عمر میرے ساتھ بیٹھا رہے اور وہ کام نہ کرے تو میرے خیال میں تو محروم ہی رہے گا۔ اللہ دیتا رہے اس کی مرضی لیکن ایسی باتوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔

آپ نے دیکھا جتنا کام ہو رہا ہے جو کام میں کر رہا ہوں یہ عام انسانی وجود کے اور ایک بندے کے کرنے کا کام نہیں ہے یہ تو ہماری قوم کا ایک عجیب مزاج ہے کہ جب کوئی دنیا سے اٹھ جاتا ہے تو پھر یہ اس پر ریسرچ کرتے ہیں حالانکہ چاہیے یہ کہ جب وہ بندہ موجود ہو تو اسے پہچانا جائے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے لیکن ہمارے ہاں ہوتا یہ ہے کہ زندگی میں تو اسے گالیاں دی جائیں مرنے کے بعد اس کا مزار بنایا جائے اور پھر اس پر ریسرچ کی جائے اور اس پر کتابیں لکھیں جائیں یہ جتنی بزرگوں پر ریسرچ ہوتی ہے نا انہیں زندگی میں شہروں میں رہنے کسی نے نہیں دیا انہیں گھروں سے نکال دیا گیا تھا یہ بے چارے کپڑے تک کو محتاج ہو گئے اور بھوک اور پیاس کاٹ کاٹ کر مر گئے۔ تو جب لوگ تجزیہ کریں گے نا عملاً اس کام کو دیکھ کر کہ ایک دن میں میں نے سفر کتنا کیا اور اس دن میں تقریریں کتنی کیں اس کے بعد اس دن میں میں نے لکھا کتنا تو یقیناً عام آدمی کی بس کی بات نہیں ہے عام کیا خاص بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص میرے خیال میں پچھلے چالیس دنوں میں رات دو بجے سے پہلے ہم سوتے نہیں تھے اور چار

کے بعد سونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ان دو گھنٹوں میں بھی کبھی آنکھ لگی یا نہ لگی اور سارا دن ساری رات یا ذکر یا تقریر یا بیان یا پھر تحریر لکھتے رہنا یہ چلتا رہتا تھا۔ یہ ساری قوت میری نہیں ہے یہ میں خود بھی جانتا ہوں کہ اتنا کام میں نہیں کر سکتا یہ ساری محنت اس بندے کی ہے جس نے پچیس سال میرے جیسے ایک نالائق بندے پر صرف کر دیئے یہ میرا کمال نہیں ہے۔

ہمارے ساتھ ہی وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے مراقبات ہمارے ساتھ کئے مشاہدات بھی انہیں ہوتے تھے لیکن پتہ ہے جیسے حضرت کی آنکھ بند ہوئی تو ان کا رخ دوسری طرف ہو گیا وہ کہاں گئے وہ مراقبات' کہاں گئے وہ مقامات کہاں گئے۔ وہ ساری چیزیں کہاں چلی گئیں۔ اس لیے کہ ان مراقبات اگر کوئی سورج کے سامنے بیٹھا ہے تو پتھر بھی ہے تو چمکتا رہے گا۔ مزا تو جب ہے کہ سورج غروب ہو جائے تو اس میں چمک باقی رہے جب تک سورج ہے سورج کے ساتھ پتھر بھی رکھ دیں تو وہ چمکتا رہے گا شیخ موجود ہے شیخ کے پاس بیٹھے رہیں مراقبات ہوتے رہیں گے لیکن اگر بندے نے خود خلوص نیت سے ذمہ داری نہیں نبھائی وہ کام نہیں کیا دوسروں تک وہ پیغام نہیں پہنچایا ماحول کو پاک کرنے کے لیے مجاہدہ نہیں کیا اور دنیا کی اس مسجد کی صفائی کرنے کے لیے محنت نہیں کی تو مرشد کی آنکھ بند ہو گی سورج غروب ہو گا تو وہ بندہ اندھیرے میں چلا جائے گا۔ آپ نے دیکھا کتنے کتنے بڑے نام تھے وہ کتنی جلدی ڈوب گئے۔ تو محض حضرت حضرت کرنا یا محض حضرت کے قریب رہنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے ہاں قریب رہنا بہت بڑی برکات کا سبب ہے اس شرط کے ساتھ کہ جو کام آپ کا شیخ آپ کا استاد کر رہا ہے وہ کام آپ کو بھی اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو اور اس میں ہر ممکن حد تک آپ کی شمولیت بھی ہو جو جس حد تک کر سکتا ہے جو ضلع بھر کے ساتھیوں کو اہتمام سے کرا سکتا ہے جس کے ذمے ضلع کی ذمہ داری ہے وہ کرے جس کے ذمے اپنے حلقے کا ہے وہ کرے جس کے ذمے کچھ بھی نہیں اس کے ذمے اپنا وجود اپنا گھر اپنے اہل خانہ اور اپنا خاندان تو ہے اور اگر ہمیں اللہ کی دعوت دیتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کا نام لیتے ہوئے شرمندگی ہوتی ہے اور ہم جھجکتے ہیں اور نہیں کہہ سکتے تو جس کام سے شرمندگی ہوتی ہو وہ تو کرنا نہیں چاہیے چھوڑ کیوں نہیں دیتے پھر جس کام کے کرنے سے بندے کو جھجک آئے یا شرمندگی ہو وہ غیر مناسب کام ہوتا ہے وہ تو کرنا ہی نہیں چاہیے اس کا مطلب ہے پھر تو یہ ہمیں چھوڑ دینا چاہیے یہ جو معذرت خواہانہ دین ہے "اوہ جی معاف کیجئے گا میں مسلمان ہوں" اس سے تو کفر بھلا کہ روئے زمین پر یہودی ہوں اور وہ اپنی کالی سی ٹوپی پہن کر اور داڑھی مونچھ بڑھا کر ایک ایک یہودی اپنا نام یہودیوں جیسا رکھ کر فخر سے اکڑ کر کہتا ہے میں یہودی ہوں عیسائی کہتا ہے میں عیسائی ہوں ہندو کہتا ہے میں ہندو ہوں سکھ کہتا ہے میں سکھ ہوں دنیا کی ایک قوم بدھ کو دیکھیں ٹنڈ کی ہوئی' چادر سی لپیٹی ہوئی وہ آج بھی کہتا ہے میں بدھ ہوں۔ مسلمان کو پوچھو تو وہ کہتا ہے جی ہاں جی معاف کرنا جی میں مسلمان ہوں۔ کہ کہیں حلیے میں گم ہے جس شہر میں جس قوم کے پاس گیا ان جیسا حلیہ بنایا باتیں ان جیسی کیں کھانے ان جیسے کھائے پتہ نہیں کیا مصیبت ہے یعنی مسلمان رہتے ہوئے شرم آتی ہے تو اگر اتنی شرمندگی کا کام ہے تو اسے تو چھوڑ دینا چاہیے بندہ وہ کام کیوں نہ کرے جو دھڑلے سے کر سکے اور جو دھڑلے سے نہیں کر سکتا چوری چھپے کرنا اس کے کرنے کا کیا فائدہ چھوڑ دینا چاہیے اور اگر اسلام حق ہے تو حق پر شرمندگی یہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔

اس لیے میرے بھائی اس کام میں اتنا حصہ آپ کا بھی ہے تب ہی یہ باہر بھی کامیاب ہو گا جب اس کی بنیاد ہمارے گھر میں ہو گی آج اگر اللہ توفیق دے اور ہم اس ملک کی حکومت کو اسلامی بنا دیں اور یہاں اسلام کا راج ہو تو روئے زمین پر اسلام کو پھیلنے میں کوئی وقت نہیں کوئی دیر نہیں اگر ایک ملک پاکستان نہ سہی کوئی ایک ملک عین اسلامی ہو جائے اور اسلامی شریعت نافذ ہو جائے

اور یہ بات کافر جانتے ہیں عجیب بات تو یہ ہے یعنی کافر سوسائٹی جو ہے وہ یہ جانتی ہے کہ اگر کوئی ایک مسلم ریاست بن گئی تو ساری دنیا جو ہے وہ اسلام کی طرف چلی جائے گی چونکہ دنیا میں انسانوں کے پاس کہیں سکون نہیں اب اگر کابل میں ریاست بنتی بھی ہے تو کابل کونسا اتنا بڑا ملک ہے کتنے اس کے وسائل ہیں پھر امریکہ کیوں روک رہا ہے الجزائر میں اگر وہ بنا لیتے اسلامی ریاست تو امریکہ کے جو بنائے ہوئے جمہوری قاعدے ہیں ان کے مطابق انہوں نے الیکشن جیتا تھا پھر وہاں امریکہ کو مارشل لاء کی مدد کرنے کی کیا ضرورت ہے جب امریکہ یہ کہتا ہے کہ اسلام ناقابل عمل ہے تو کوئی اسلامی سلطنت بننے دیتا فیل ہو جاتی تو ثابت ہو جاتا کہ ناقابل عمل ہے ہم مان لیتے ہیں کہ امریکہ کہتا ہے ناقابل عمل ہے ہمارے جو ہیں پیشوا اور ہمارے جو سردار ہمارے جو سیاست دان ہیں کہتے ہیں ناقابل عمل ہے ناممکن ہے نہیں ہو سکتا لیکن امریکہ کو پتہ ہے کہ صرف ناقابل عمل ہی نہیں قابل عمل بھی ہے اور کامیاب ترین نظام حیات ہے وہ اپنوں سے ڈرتا ہے کہ یہ سارے مسلمان ہو جائیں گے ورنہ وہ نہ روکتا تو ہمیں مجھے اور آپ کو تو امریکہ نے نہیں روکا۔

میں چلا گیا بالٹی مور مجھے جانا تھا اپنے پروگرام میں وہیں وہ ہسپتال ہے جس میں ہمارے ملک کے نامور وزیراعظم کا وصال ہوا محمد خان جونیجو صاحب کا تو نیچرلی آدمی کے دل میں بات تو ہوتی ہے آخر پورے ملک کے وزیراعظم تھے تو میں نے پوچھا بھئی یہاں فوت ہوئے تھے کس طرح فوت ہوئے کیا حال ہوا وہاں ایک ڈاکٹر صاحب تھے ان سے گذارش کی تو وہ کہنے لگے یہاں تو کوئی محمد خان جونیجو نہیں مرا بھائی۔ نہ آیا یہاں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں کمال کرتے ہو یار ساری دنیا میں وہاں ٹیلی ویژن پہ سنا اخبارات میں دھوم مچی آپ کے اس جان ہاپکنز ہسپتال کی۔ میری لینڈ بالٹی مور میں ہے تو انہوں نے کہا اچھا بھائی کل دیکھیں گے تو دوسرے دن انہوں نے مجھے کمپیوٹر کی رپورٹ بھجوا دی کمپیوٹر کی رپورٹ میں

اوپر ایک جملہ ہے ایک شخص محمد خان جونیجو جس کی تاریخ ولادت فلاں ہے اور وہ جان بکسی کے نام سے امریکہ میں رہتا ہے بکس بی جان۔

Bix By John یعنی یہاں آپ کا وزیراعظم امریکہ کا شہری ہے بکس بی جان کے نام سے۔ اس لیے کہ یہاں سے جو کچھ لوٹا جاتا ہے وہ بکس بی جان کے اکاونٹ میں وہاں جمع ہوتا ہے اور جب علاج کے لیے وہاں تشریف لے گئے تو بکس بی جان داخل ہوا اس جان ہاپکنز ہسپتال میں اور وہاں بکس بی جان مرا اور اسکے سرہانے باقاعدہ صلیب گاڑی گئی اور نرسوں نے باقاعدہ اپنے شانے پہ صلیب بنا کر بکس بی جان کو رخصت کیا یہاں ان غریبوں سے غائبانہ جنازے پڑھائے جاتے ہیں جن کا خون بیچ کر جن کا خون چوس کر یہ لوگ کیا لیتے ہیں ارے یار یہ اسلامی حکومتیں ہیں اور یہ مسلمان ہیں۔ اب مجھے یہ فرصت نہیں ملی کہ نواز شریف کا امریکہ میں نام کیا ہے اور اسحاق خان کس نام سے وہاں جیتا ہے ہوں گے ان سب کے اور وہ تو اتفاقاً" ہوا اور میرے یہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا مجھے تو ویسے ہی ہمارے ملک کا وزیراعظم ہونے کے ناطے خیال آگیا کہ پتہ تو کریں یار ہم بھی یہاں بیٹھے ہیں یہ سامنے ہسپتال ہے اور ڈاکٹر بھی اپنا برخوردار ہے اس میں کام کرنے والے ہمیں بھی جانتے ہیں تو پوچھیں تو سہی کہ آخر وہ کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ جی وہ تو بکس بی جان یہاں فوت ہوئے تھے اویار کوئی ریٹائر ہوتے ہوتے مسلمان کے لیے کوئی رکنے کی جگہ ہے بھی سہی۔

اور یہ ایک نہیں۔ آپ کہتے ہیں اسلام نافذ کرو آپ پر تو مسلمان حکمران ہی نہیں ہیں اور ان سب کے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ان سب کے وہاں اور نام ہیں ایئرپورٹ پہ اترتے ہیں تو دوسرا بندہ بن جاتا ہے آئی ڈنٹٹی بدل جاتی ہے اور وہاں دوسرے ناموں سے انہوں نے شہریتیں لی ہوئی ہیں اپنے کارڈز بنوائے ہوئے ہیں ان کے کریڈٹ کارڈز ہیں ان کے کروڑوں کے

بنک بیلنس ہیں انہی ناموں سے ان کی انشورنسیں ہیں ان کے علاج ہوتے ہیں ہسپتالوں میں داخل ہوتے ہیں یہاں آتے ہیں تو کہتے ہیں جی ان کا غائبانہ جنازہ پڑھو کہ جناح صاحب فوت ہو گئے جنازہ پڑھو جی شہید ملت سارے رحمتہ اللہ علیہ بن گئے کسی کو اللہ نے یہ توفیق نہیں دی کہ اس ملک کو کوئی آئین ہی دے جاتے کوئی منشور ہی دے جاتے قانون نہ بناتے کوئی منشور ہی طے کر جاتے کہ مسلم لیگ جو اتنی بڑی جماعت ہے اور جو لاکھوں مسلمانوں کو ذبح کرا کر ایک ملک تقسیم کر رہی ہے اور ملک کا منشور یا آئین ان خطوط پر ہو گا اتنا بھی کسی نے نہیں کیا سارے رحمتہ اللہ علیہ ہو گئے۔

خدا کے لیے یہ کیوں اس طرح ہو رہا ہے اس کے ذمہ دار میں اور آپ بھی ہیں ہم بھی تو اسی پہ راضی ہیں ہم بھی تو انہی کو ووٹ دیتے ہیں ہم بھی تو انہی کے پیچھے جاتے ہیں خدا کے لیے کچھ سوچئے ہم کیا کر رہے ہیں اور ہماری ذمہ داری یہ تھی کہ ہم روئے زمین پاکیزہ کر دیں میرے پاس وہ رپورٹ پڑی ہے اتنی بڑی کمپیوٹر کی رپورٹ میں نے وہ نکلوائی تھی فائل مرض کیا ہے اور کس کس ڈاکٹر نے چیک کیا اور کتنے نامور ڈاکٹروں نے چیک کیا اور کس ڈاکٹر کی کیا رپورٹ وہ پوری فائل میں نے نکلوائی لیکن سب نے بکس بی جان کو ہی چیک کیا محمد خان جونیجو کو کسی نے نہیں چیک کیا کیا یہ عجیب بات نہیں ہے یہ اسلامی سلطنت کے اثار ہیں اور یہ تو سب سے شریف تھا مزے کی بات یہ ہے کہ یہ تو سب سے سادہ اور شریف آدمی تھا کہتا تھا ہم رشوت کو ختم کر دیں گے ہم نے جمہوریت لائی ہم نے مارشل لاء اٹھائی یعنی اس طرح کا بندہ تھا جس طرح پہلی دوسری والے بچے ہوتے ہیں اس طرح کا بندہ اتنا سادہ اتنا شریف اتنا نیک انسان بھی بکس بی جان بن گیا؟ پتہ نہیں یہ کیا کچھ بنتے ہوں گے جو بڑے تیز طرار ہیں تو یہ ہمارا اس ملک کا حال ہے اس قوم کا حال ہے جس کے ذمے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین کے ماحول کو پاک کر کے مسجد کا ماحول بنانے کا فریضہ لگایا ہے۔

تو میرے بھائی یہاں صرف حضرت کی زیارت سے کچھ نہیں ہو گا مجھے جو آثار نظر آ رہے ہیں وہ بڑے مختلف ہیں اور بڑے شدید ہیں اور بڑے مشکل ہیں جو کافر کافر ہوتا ہے اس کے ساتھ ٹکر لینا آسان ہوتا ہے لیکن جن کافروں نے اسلام کا غلاف اوڑھ رکھا ہو ان کے ساتھ ٹکر لینا اور بھی دشوار ہو جاتا ہے اور یہ ہو گا اس کے بغیر چارہ نہیں ہے یا ہم اسلام کو ترستے رہیں گے بکس بی جان عیش کرتے رہیں گے اور یا ہمیں ان کا ہاتھ پکڑنا ہو گا ان کے گریباں پکڑنے ہوں گے ان کو گھسیٹ کر اسلام آباد سے باہر نکالنا ہو گا ورنہ تو ان کے جنازے بھی سرکاری جہازوں پہ جاتے ہیں یہ مر کر بھی سرکاری خرچ پہ سرکاری کفن پہن کر دفن ہوتے ہیں یہ بے ایمان اور کچھ نہ کریں تو مرتے مرتے ایک جھنڈا تو لے ہی جاتے ہیں پتہ نہیں کس برتے پہ انہیں جھنڈے دیے جاتے ہیں تو خیر ملاقات بھی ہو گی آپ تشریف لائے ہیں زیارت ہو گئی باتیں آپ نے سن لیں نماز کے بعد ملاقات بھی کریں گے۔ مجھے آپ سے مل کر تھکن اتر جاتی ہے میری اور مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے اس بات کی کہ چلو آپ سن تو لیتے ہیں۔ تو میں بھی اس امید پہ بڑے دور تک سفر کر لیتا ہوں کہ یہ بہت سے لوگ جو ہیں۔

بڑا ایک دلچسپ سوال ہوا مجھ پہ وہاں لاس ویگس ایک مشہور شہر ہے وہاں امریکہ کا اسے روشنیوں کا شہر کہتے ہیں اور اس کی ساری معیشت جو ہے وہ جوے پر ہے یعنی ایک بہت بڑا شہر جو ہے اس کا سارا کاروبار جو ہے وہ صرف جوے پر ہے اور ہر بڑے ہوٹل میں بہت بڑا جوا خانہ ہے رات دن وہ چلتے رہتے ہیں اس کی پوری معیشت کا انحصار ہی جوئے پر ہے نہ وہاں کوئی فیکٹری ہے نہ وہاں کوئی کارخانہ ہے نہ کوئی دوسری جاب ہے نہ نوکری ہے تو بہت خوبصورت شہر ہے اور ایک ایک ہوٹل ایسا خوبصورت ہے کہ ایک پاکستانی ساتھی تھے بزرگ تو وہ کہہ رہے تھے کہ "ایسے لگتا ہے ان کا کوئی بندہ جا کر جنت دیکھ آیا ہے اور اس کی کاپی کر رہا

ہے"۔ ان کے الفاظ ہیں میں قائل نہیں تھا اس بات کا کہ انہوں نے یہ کہا تھا تو وہاں ان لوگوں نے ایک بڑا خوبصورت سوال مجھ پہ کیا انہوں نے کہا کہ بھئی یہ بتاؤ مولانا کہ پاکستان میں آپ کے ساتھ کتنے لوگ ہیں میں نے کہا بھئی ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ میں جہاں جاتا ہوں وہاں ہزاروں لوگ تو جمع ہو جاتے ہیں بڑا مجمع لگ جاتا ہے اب پاکستانیوں کا یہ پتہ نہیں کہ کھڑے کتنے رہیں گے وقت پر اور بھاگ کتنے جائیں گے یہ رب جانے بلے بلے تو میں نے کہا بڑی ہے اب دیکھیں آگے نتیجہ کیا ہوتا ہے یہ اللہ کو پتہ ہے تو فی الحال تو میں بھی اس بلے بلے پہ پوری دنیا میں زور لگائے پھرتا ہوں کہ شاید اللہ توفیق دے دے اور یہ کام ہو جائے تو بڑی سادہ سی بات ہے میرے بھائی ضرور ملیے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرا سرمایہ آپ ہی لوگ ہیں اور آپ ہی کے تعاون سے اور آپ ہی کی دی ہوئی قوت سے پوری دنیا میں ایک کام ہو رہا ہے لیکن یہ یاد رکھیے فیصلہ جو ہے وہ عمل پر ہو گا محض زیارتوں پر نہیں اپنی عملی زندگی میں اگر ہم روئے زمین کو مسجد نہ بنا سکیں تو اس ایک گھر کو جہاں ہماری سلطنت ہے اس کے ماحول کو ضرور پاکیزہ کیجئے قرآن کی تلاوت ترجمے کے ساتھ روزانہ کا معمول بنائیے خواہ آپ ایک آیت کا ترجمہ پڑھ لیں لیکن آپ کا کوئی دن ترجمے کو پڑھے بغیر نہیں جانا چاہیے آپ ایک آیت کا پڑھ لیں دو کا پڑھ لیں پڑھیں ضرور حدیث اور فقہ کے مطالعہ کے لیے وقت متعین کیجئے اور ضرور کیجئے خواہ آپ دس منٹ روزانہ کر لیں یا پندرہ کر لیں زیادہ نہ کریں لیکن ضرور کریں اور ضرور کوئی نہ کوئی کتاب جو ہے اس موضوع پہ مسائل پہ ایک آدھ حدیث نبوی ایک دو آیات کا ترجمہ یہ معمول بنا لیجئے تاکہ آپ کو یہ پتہ چلے کہ یہ مسجد کی صفائی ہوتی کیا ہے اور گھر کو مسجد کیسے بنانا ہے آپ کو دیکھ کر آپ کے بچے پڑھیں گے خواتین کو ان کے حال پہ رحم کیجئے اور خواتین کو بھی یہ پڑھائیے خواتین کو بھی تلاوت کے ساتھ ترجمے کی طرف لائیے ایک ایک جملہ ہی سکھا دیجئے لیکن سکھائیے انہیں یاد نہ رہ سکے لیکن سنا ہی دیجئے خواتین کو مسائل یاد کرائیے دین یاد کرائیے اور اگر آپ گھر میں یہ صفائی کرتے رہے تو شاید اسی کی برکت سے ہم روئے زمین پر اور AROUND THE GLOBE یہ کام کرنے کے قابل ہو جائیں لیکن اگر بنیاد ہی نہ بن سکی تو ہماری یہ ساری بھاگ دوڑ محض بھاگ دوڑ رہ جائے گی اس کا حاصل خدا معلوم کیا ہو گا۔

تو اللہ کریم آپ کو توفیق دے ہماری محنت بھی قبول فرمائے ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے ہم بھی انسان ہیں بہت بڑا کام کرنے کے باوجود کتنی بڑی بڑی کوتاہیاں بھی کرتے ہیں کتنے بڑے بڑے گناہ بھی ہوتے ہیں کتنے بڑے بڑے قصور بھی ہوتے ہیں تو میرے حق میں بھی دعا ضرور کیا کیجئے کہ اللہ کریم میری گناہوں سے میری خطاؤں سے بھی درگزر فرمائے اور مجھے توفیق دیئے رکھے اور اس توفیق میں مجھے آپ سے صرف دعاؤں کی نہیں اس عمل کی ضرورت ہے یہ عمل کر کے آپ اس میں حصہ دار بھی بنئے اور میری مدد بھی کیجئے۔

(بیان: ۱۴ مئی ۱۹۹۳ء- دارالعرفان)

بقیہ: سوال آپ کے

جبلت ہے اس میں داخل ہر بندہ اپنے کو بڑا سمجھتا ہے ہر آدمی اس میں پھنسا رہتا ہے علاج صرف اس کا اللہ سے تعلق کی مضبوطی ہے کہ جتنا کسی کا اللہ سے تعلق مضبوط ہو گا اتنا وہ تعلق غالب آتا جائے گا اور اپنی بڑائی والی صفت جو ہے مغلوب ہوتی جائے گی اور اگر وہ تعلق کمزور ہو گا تو یہ پھر واپس ہو جائے گی۔

تحفہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ تحفہ دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور یہ حرف بحرف سچ ہے۔ مگر تحفہ کو رشوت کے طور پر استعمال کرنا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ سخت گستاخی اور دیدہ دلیری ہے۔ نیز اس حدیث کا اطلاق جانبین پر ہے۔ یعنی دو مسلمان ایک دوسرے کو تحفہ دیا کریں۔ یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ایک فریق دیتا رہے اور دوسرا صرف لیتا رہے۔

سب سے پہلے تو میں اپنی بات عرض کروں کہ کوئی ساتھی مجھے تحفہ دینے کی بجائے وہ رقم دارالعرفان کے فنڈ میں دے تو میں بھی بہت خوش ہوں گا۔ اللہ کریم بھی راضی ہوں گے۔ اور وہ رقم زیادہ مفید مقصد پر خرچ ہو سکے گی۔ میرے لیے یہ اشیاء خرید کرانے کی بجائے اسی رقم کو خواہ وہ تھوڑی ہو دارالعرفان کے فنڈ میں جمع کرائیے اور ضرور کرائیے کہ دین و دنیا میں اس کا فائدہ زیادہ ہے۔

اب دوسرا نمبر صاحب مجاز حضرات کا ہے تو بندہ کی طرف سے کسی صاحب مجاز کو تحفے جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ احباب کو بھی چاہیئے کہ جو لوگ دینی کام کر رہے ہیں۔ اُن کا اجر اور ان کی عادات دونوں کو خراب نہ کریں۔ اللہ کریم کی برکات ناجائز ذرائع استعمال کرکے حاصل نہیں کی جاسکتیں۔

نیز

جو ایسا کرے گا انشاء اللہ اُسے مزید ترقی منازل بھی نصیب نہ ہو گی۔ خواہ وہ صاحب مجاز ہو یا عام ساتھی۔ لہٰذا آئندہ سے تحفوں کی سب رقم دارالعرفان کے فنڈ میں جمع کرائی جائے۔

والسلام

فقیر محمد اکرم اعوان

سوال آپ کا

جواب شیخ المکرّم کا

سوال:۔ اگر کوئی شخص محض دکھاوے کے لیے اللہ اللہ کرتا ہے تو کیا اس پر بھی اسے کچھ فائدہ ہوتا ہے؟

جواب:۔ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ اللہ کا نام لینے سے اثرات مرتب ہوتے ہیں اگر آدمی ریاکاری سے بھی لینا شروع کر دے اور مسلسل لیتا رہے تو اس میں خلوص آ جاتا ہے یہ الگ بات ہے کہ اس پہ وقت لگتا ہے اللہ کا نام دل کے لیے صابن کی حیثیت رکھتا ہے اب اس میں میل کتنا ہے اور صابن کتنا زور سے لگاتے ہیں اس حساب سے وقت لگتا ہے خلوص ضرور آ جاتا ہے کسی کے دل میں تھوڑا کھوٹ ہے تو تھوڑے دنوں بعد خلوص ہو جاتا ہے جیسے زیادہ میلا کپڑا ہے تو زیادہ صابن رگڑنا پڑے گا تھوڑا ہے تو تھوڑا اب صابن آپ ریاکاری سے بھی رگڑتے رہیں تو میل تو کاٹے گا۔

یہ جو واقعہ ان بزرگوں کا ہے یہ حکایات اور روایات ہیں کہ پیر بننے کے لیے اللہ اللہ سیکھنا چاہیے اور اگر کوئی اس خیال میں بھی ہو اور اسے سکھا دیا جائے اور وہ خلوص سے کرتا رہے۔ اللہ اللہ نہ چھوڑے خلوص بیشک نہ ہو پیر بننے کے لیے اللہ اللہ کرتا رہے تو بنتا مرید ہی ہے۔ یہ جو جن سے چھوٹ جاتی ہے جن سے نقصان ہوتا ہے وہ صرف تعلق اور ریلیشن کا اشتہار بناتے ہیں۔ اللہ اللہ کرتے نہیں۔ جب ملے تو ذکر کر لیا۔ جب الگ ہوئے تو نماز بھی چھوڑ دیں انہیں فائدہ نہیں ہوتا جو صرف پیر بننا چاہتے ہیں عملاً کرتے کچھ بھی نہیں ہیں وہ مار کھا جاتے ہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مشائخ کے ساتھ رہ رہ کر تو منازل بھی انہیں حاصل ہونا شروع ہو جاتے ہیں لیکن وہ جو ان کے باطن کی بات ہے جب تک اس کی اصلاح نہ ہو تو وہ کسی ایک لمحے وہ ساری چیز ضائع کرا دیتی ہے آپ نے دیکھا اللہ کریم فرماتے ہیں۔

واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لا دم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر و کان من الکفرین○ یہ جو اکثر قرآن مجیدوں میں اس کا ترجمہ لکھا ہوا ہے۔ ہو گیا کافروں میں سے اور کان تو ماضی کے لیے استعمال ہوتا ہے سیدھا ترجمہ اگر کیا جائے تو بنتا ہے "تھا ہی کافروں میں سے"۔ اللہ کریم فرماتے ہیں مجھے شروع سے پتہ تھا کہ اس کے دل میں کفر ہے یہ اپنی بڑائی کے لیے ریاکاری کے لیے نیک بنا ہوا ہے لیکن جب وہ نیکی ریا سے بھی کرتا رہا میں اسے نیکی پر مانیٹری دیتا رہا جب اس کا کفر ظاہر ہو گیا تو اس پر میں نے جو کفر کی سزا تھی مقرر کر دی کان من الکفرین۔ تھا ہی کافروں میں سے یہ نہیں کہ اللہ کو اس دن پتہ لگا کہ یہ بدمعاش ہے۔ فرمایا میں جانتا تھا یہ بدمعاش۔ بدمعاشی پر لگا ہوا ہے اور یہ صرف مانیٹری کے لیے لمبے لمبے سجدے کر رہا ہے لیکن اس کے سجدوں پر میں اسے ترقی دیتا رہا کہ جب تک یہ کفر ظاہر نہیں کرتا۔ تو اس پر کفر کی سزا کیوں دوں۔ ایک آدمی قتل نہیں کرتا تو اسے پھانسی کیوں لگایا جائے اگرچہ اللہ جانتا ہے کہ یہ قتل کرے گا لیکن پھانسی پر وہ تب ہی لٹکوائے گا جب وہ قتل کرے گا جانتا تو شروع سے ہے تو بعض لوگوں کے دلوں میں بات تو وہی چھپی ہوتی ہے وہ عظیم مشائخ کے ساتھ لگ کر کسی حد تک مراقبات وغیرہ کچھ مشاہدات بھی ہو جاتے ہیں لیکن جب موقعہ کوئی آتا ہے وہ بات کھلتی ہے تو واپس اس شیطان والی جگہ چلے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بڑے بڑے لوگ گر جاتے ہیں سلاسل کے تو وہ

گرتے اس لیے نہیں کہ اس وقت انہیں کوئی گراتا ہے وہ گرتے اس لیے ہیں کہ وہ شروع سے غلط سیڑھی چڑھ رہے ہوتے ہیں تو یہ تو زندگی کے حادثات ہیں یہی آزمائش ہے انسان کی تو وہ جو پہلا سوال ان حضرات کا تھا کہ اللہ نے انسان میں وہ چیز تو رکھی ہے اپنی مانیٹری اور اپنی بڑائی اپنی وہ کرے اس کی تخلیق ہی اس بات پہ ہوئی ہے آپ دیکھیں حیرت ہوتی ہے کہ اتنا بادشاہ نہیں اکڑتا جتنا چوہڑوں کا جمعدار سڑک پہ اکڑ رہا ہوتا ہے کہ میں جمعدار ہوں۔ اس کی حیثیت دیکھیں کیا ہے عوام میں دیکھیں تو کیا حیثیت ہے چوہڑا ہے نا۔ لیکن آپ اس کے اندر جھانک کر دیکھیں تو وہ اتنا اکڑ رہا ہوتا ہے کہ پتہ چلتا ہے کہ کمر ٹوٹ ہی جائے گی کہ میں جمعدار ہوں ۔ آپ ایک غریب آدمی کو دیکھیں تو وہ زمین بیچ کر قرض لے کر دعوت دے دیتا ہے کیوں؟ بھئی لوگ کہیں گے بڑا آدمی ہے لوگوں کو کیا؟ ان کا دماغ خراب ہے بڑا آدمی کہیں گے۔ انہیں نہیں پتہ کہ تو نے زمین بیچی ہے یا قرض لیا ہے لیکن اس کے باوجود ہر آدمی میں تخلیقی طور پر بات ہے۔ کہ اپنی بڑائی منوانا چاہتا ہے اور یہی امتحان ہے کہ اس آرزو کے ہوتے ہوئے اس سے نکل کر اللہ کی بڑائی کو مانے اور اپنے آپ کو اللہ کا بندہ سمجھے۔

سوال :۔ پہلے زمانے میں غوث گزر چکے ہیں کیا اب بھی کسی کا غوث ہونا ممکن ہے؟

جواب :۔ ہر زمانے میں غوث ہوتا ہی ایک ہے اور وہ اپنے عہد کے سارے اولیاء اللہ کا مانیٹر ہوتا ہے ہر زمانے میں ہوتا ہے اور ہر زمانے کا غوث اپنے اولیاء اللہ کا سردار ہوتا ہے۔ اپنے زمانے کے لوگوں کا ہر زمانے کی سرداری صرف نبی کا منصب ہے سارے زمانے نبی علیہ الصلوۃ و السلام کے لیے ہیں باقی ہر آدمی اپنے اپنے زمانے کا ہے تو اپنے زمانے میں وہ بے شک غوث تھے الحمدللہ ہمارے پاس تو اس کا یقین موجود ہے اور غوث دنیا میں ایک ہوتا ہے تو اس اعتبار سے دنیا کے سارے ولی اللہ اس کے ماتحت ہوتے ہیں عربی میں یہ محاورہ ہے کہ یہ میرے ماتحت ہے یہ میرے تابع ہے اسے ہم ٹیپیکل پنجابی ترجمہ لیتے ہیں کہ میں نے اس کی گردن دبا رکھی ہے یہ نہیں مراد۔ یہ محاوراتی زبان ہے اور محاورہ یہ ہے کہ یہ میرے زیر اقتدار ہے یہ میرا محکوم ہے یا میں اس پہ حاکم ہوں تو وہ اپنے زمانے میں بے شک تھے اور ہر غوث آج کے زمانے کا جو غوث ہے وہ بھی ساری دنیا کے اولیاء اللہ پر اسی طرح حاکم ہو گا جس طرح وہ اپنے زمانے میں تھے تو تب سے لے کر اب تک ہر زمانے میں جو بھی غوث رہا اس کی حیثیت ایسی ہے۔ دنیا میں ہوتا ایک ہے۔ تو سارے انسانوں میں جب ہوتا ہی ایک ہے تو تمام اولیاء اللہ بھی تو انسانوں میں ہی ہیں۔ ان سب میں بھی تو وہ ایک ہے ان سب کا ایک طرح سے وہ کمانڈر ہوتا ہے اور یقیناً ہوتا ہے ہر عہد میں ہر دور میں ہوتا ہے دو میں سے ایک منصب جو ہے وہ ہر دور میں خواہ مخواہ رہتا ہے۔ کسی زمانے میں غوث نہ ہو تو قطب مدار ضرور ہوتا ہے اور بعض اوقات قطب مدار نہیں ہوتا تو اس کا کام بھی غوث کرتا رہتا ہے اور یہ اس طرح سے چلتا رہتا ہے دو میں سے ایک ضرور ہوتا ہے غوث نہ ہو تو قطب مدار بھی غوث کی حیثیت سے سارے اولیاء اللہ پہ حکمران ہوتا ہے اور اگر غوث ہو تو اس کا اپنا منصب ہے قطب مدار اس کا نمبر دو ہوتا ہے۔ تو یہ تو ہر زمانے کی اپنی اور ہر زمانے پہ جو ہے وہ سایہ یا وہ ظل وہ نبوت کا ہے ہر ولی اپنے زمانے کا ہے۔

سوال :۔ اکثر ولی اللہ کے نام کے ساتھ رحمتہ اللہ علیہ لگاتے ہیں کیوں؟

جواب :۔ وفات پانے پر ولی اللہ کی روح فرشتوں کی سی شکل اختیار کر جاتی ہے اور جب وہ دنیا سے اٹھتے ہیں تو ان کی روح کو بعض اوقات اللہ کریم فرشتوں ہی کی طرح کسی ذمہ داری پہ لگا دیتے ہیں۔ اوصاف ملکوتی پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک خضر علیہ السلام بھی ہیں کیونکہ علیہ السلام تو ان کا نام بن گیا ہے۔ علیہ السلام شاید اس طرح نہیں مگر خضر علیہ السلام نام بن گیا ہے

جس طرح حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امام عالی مقام نام بن گیا ہے عرف سابن جاتا ہے اکثر استعمال سے وہ نام کا ایک حصہ بن جاتا ہے ورنہ حضرت خضر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ قرآن کا اسلوب ہے کہ اس نے جب انبیاء علیہم السلام کی بات کی ان کے ساتھ سلام کہا۔

سلام علی یوم ولادت و یوم اموت و یوم ابعث حیا۔ سلام فی نو فی العلمین۔ سلام علی ابراہیم اس طرح وہ انبیاء کے ساتھ سلام کا لفظ ملتا ہے جب صحابہ کی بات آتی ہے قران کہتا ہے رضی اللہ عنہ و رضوانہ تو جب آتی ہے نیک لوگوں کی بات۔ ان رحمتہ اللہ قریب من المحسنین ۔ اس انداز سے جب آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں تو سننے والا سمجھتا ہے کہ کسی ولی اللہ کی بات ہو رہی ہے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں تو سننے والا سمجھتا ہے صحابی کی بات ہو رہی ہے ورنہ تو آپ کسی ولی اللہ کے ساتھ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تو اس کے معنی میں تو کوئی غلط نہیں ہے اللہ اس پہ راضی ہو دعا ہے لیکن چونکہ قرآن نے رضائے باری کا استعمال کیا صحابہ کے ساتھ تو جب کہا جائے رضی اللہ عنہ تو سننے والا سمجھتا ہے یہ آدمی صحابی ہے جس کی بات ہو رہی ہے چونکہ قرآن نے یہ اسلوب اپنایا ہے اس طرح جب علیہ السلام کہا جاتا ہے تو سننے والا سمجھتا ہے نبی کی بات ہو رہی ے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کہا گیا ہے تو یہ فقہاء نے متعین کر دیا کہ نبی کے ساتھ علیہ السلام کہا جائے صحابی کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے اور ولی کے ساتھ رحمتہ اللہ علیہ کہا جائے۔

سوال :۔ یہ ہے کہ غوث اگر امریکہ میں ہو تو وہ ساری دنیا کے اولیاء اللہ پر اپنی حکمرانی اپنی گرفت کیسے رکھے گا۔

جواب:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ غوث امریکہ میں ہی کیوں ہو۔ اچھا چلو مانے لیتے ہیں کہ بھئی ہونے دو۔ وہاں بھی کسی کو۔ تو بات یہ ہے حضرت کہ آپ دنیاوی حکومت کو دیکھتے ہیں کہ جو حکمران ہوتا ہے اس میں کوئی جسمانی طاقتیں نہیں ہوتیں۔ ایک چھوٹے سے بندے کو آپ کمانڈر بناتے ہیں تو آپ کے زمانے میں تو کرنل یا بریگیڈئر کو برسوں تک سولجر دیکھتے بھی نہیں تھے لیکن ہر حکم اس کا مانتے تھے اور کانپتے رہتے تھے ایک سسٹم ایسا اسٹیبلش ہو جاتا ہے کہ وہ اندر کوٹھڑیوں میں بھی بیٹھا ہو تو وہ سسٹم جو ہے وہ ہر ایک کو اکنیج رکھتا ہے تو یہ جو مناصب روحانی ہیں ان میں بھی اتنا مضبوط ایک رشتہ اللہ کریم بنا دیتے ہیں کہ کوئی بندہ خواہ کہیں ہو اس سارے نظام میں وہ کام چلتا رہتا ہے کسی کی محنت یا کوشش یا طاقت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ یہ اتنا مضبوط نظام ہے کہ اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص صاحب منصب ہو وہ قطب ہو یا اس کے پاس کوئی اور منصب ہو یا غوث ہو اور ممکن ہے ساری زندگی خود اسے پتہ بھی نہ چلے کہ میں غوث ہوں لیکن اس کی جو روحانیت یا روحانی نظام ہے وہ اس کے مزاج کے ساتھ ڈھلتے چلے جائیں گے جیسا اس کا مزاج ہو گا ویسا زمانہ بدلنا شروع ہو جائے گا یعنی اگر وہ خود جرات مند ہو گا ویسا زمانہ بدلنا شروع ہو جائے گا یعنی اگر وہ خود جرات مند اور دلیر آدمی ہے تو دین دار طبقہ پوری دنیا میں جرات مند ہوتا چلا جائے گا اگر وہ خود زیادہ پڑھنے لکھنے والا علمی آدمی ہے تو پوری دنیا میں مسلمانوں میں پڑھنے لکھنے اور دین سمجھنے کا شوق پیدا ہو جائے گا تو اس طرح سے ایک نظر نہ آنے والا سسٹم غوث کی سوچ کے ساتھ زمانے کو بدلتا رہتا ہے حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت جب قریب ہو گی تو مناصب ان لوگوں کو دے دیے جائیں گے جو مجذوب ہوں گے۔ انہیں ہوش ہی نہیں ہو گی تو ساری دنیا ہی بیگانگی اختیار کر لے گی ہر کوئی مدہوش ہو جائے گا اور یوں دین ختم ہو جائے گا دین داروں میں کام کرنے کا ہوش ہی نہیں ہو گا ایک ایک کر کے اٹھتے جائیں گے اور ان کی جگہ کوئی دوسرا دین دار آئے گا نہیں اور کرتے کرتے دین دار ختم ہو جائیں گے تو یہ ایک ایسا نظام ہے اتنا طاقتور نظام ہے کہ ہر زمانے میں غوث ہوتا ہے کبھی کبھی صدیوں بعد

غوث سے اوپر کے لوگ آ جاتے ہیں جیسے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا منصب بغیر کسی شک و شبہ کے صدیق کا تھا۔ غوث اگر ترقی کرے تو فرد بنتا ہے فرد کو اگر ترقی نصیب ہو قیوم بنتا ہے قیوم کو ترقی نصیب ہو تو قطب وحدت بنتا ہے اور اس سے اگر کسی کو اوپر کا منصب نصیب ہو تو وہ صدیق بنتا ہے صدیقیت آخری منصب ہے نبوت میں بھی صحابیت میں بھی اور ولایت میں بھی۔ نبی صدیق ہوتا ہے باعتبار نبوت کے اس شان کے صحابی صدیق ہوتا ہے باعتبار صحابیت کے اور ولی صدیق ہوتا ہے باعتبار ولایت کے جیسے ڈویژن کا انچارج بھی انچارج ہوتا ہے صوبے کا انچارج بھی انچارج ہوتا ہے پورے ملک کا انچارج بھی انچارج ہوتا ہے لیکن اس کی اپنی حیثیت ہے تینوں انچارج تو ہیں لیکن اپنی اپنی شان کے مطابق تو صدیقیت آخری منصب ہے تو اس طرح کے لوگ جب آتے ہیں تو وہ جس مزاج کے ہوتے ہیں جس سوچ کے ہوتے ہیں زمانہ سارا وہ کروٹ لے جاتا ہے جیسے آپ آج دیکھتے ہیں ہمارے زمانے میں اللہ ہمیں بھی ملائے کوئی بڑا ہی تکڑا بندہ ہے کہ میں نے دنیا میں پھر کے دیکھا ہے کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہر مسلمان کو دین کی فکر لگ گئی ہے چاہے اس سے کچھ ہو سکتا ہے یا نہیں میں نے جاپان میں جا کر دیکھا افریقہ میں جا کر دیکھا امریکہ سارا پھرا جہاں جاؤ تو جو نماز پڑھتا ہے یا نہیں روزہ رکھتا ہے یا نہیں اسے فکر سی لگ گئی ہے کہ یار یہ مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہم مسلمان سیدھے نہیں ہوتے اور اس کی اصلاح کی کیا صورت ہو گی یہ کافر کیوں ہمیں رسوا کر رہے ہیں تو اس کے لیے کسی نے کوئی موومنٹ نہیں چلائی کوئی اشتہار نہیں دیئے۔ کوئی نیا کام نہیں ہوا اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی بندہ تکڑا ہے کہ جس کی سوچ کے ساتھ پورا زمانہ کروٹ لے رہا ہے۔

سوال :۔ اگر کوئی ذاکر شریعت کے مطابق' سنت کے مطابق' اور سنت کی پابندی کرتے ہوئے تمام خرافات سے بچے تو اسے کشف ہو جائے گا۔

جواب :۔ کشف ہو جاتا ہے اور ایسے بہت سے بزرگ گذرے ہیں جنہیں صرف شریعت مطہرہ کی پابندی کے سبب یا بعض اوقات چونکہ ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں یا قرآن و حدیث کی تعلیم میں لگے رہتے ہیں انہیں کشف ہو جاتا ہے۔ کشف ہو جاتا ہے مراقبات نہیں ہوتے۔ کشف ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ انہیں برزخ نظر آنے لگ جاتا ہے یا وہ ملائکہ کو دیکھ سکتے ہیں لیکن مراقبات نہیں ہو سکتے اور یہ برزخ میں جا کر پھر ان پر بھی راز کھلتا ہے کہ کشف ہونا اور شے تھی مراقبات کا حصول دوسری شے تھی کیونکہ کشف و مراقبات لازم و ملزوم نہیں ہے ایک آدمی کو کشف ہو سکتا ہے بغیر مراقبات کے دوسرے کو مراقبات ہو سکتے ہیں بغیر کشف کے۔ مراقبات کا ہونا بلند درجات ہے اور کشف کا ہونا نیکی اور صفائے قلب کا نتیجہ ہے تو صرف قلب کا صاف ہونا ایک اور بات ہے اور اس کی روح کا پرواز کا مختلف منازل تک حصول ایک اور بات ہے۔ یہ جو حضرت کا ارشاد ہے کہ اچھا صوفی وہ ہے جو اندھا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کشف جو ہے از قسم ثمرات ہے ایک طرح کا اجر ہے اور کشف میں بہت سے خطرات بھی ہیں کیونکہ نبی اور ولی کے کشف میں ایک فاصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کشف وہی ہوتا ہے جو ولی کو ہوتا ہے اور نبی کی وساطت سے نبی کے اتباع کی وجہ سے نبی کی غلامی کی وجہ سے وہی کشف ولی کو نصیب ہوتا ہے لیکن نبی اور ولی کے کشف میں فرق ہے کہ نبی کی کشف کو سمجھنے کی استعداد جو ہوتی ہے وہ ایسی ہوتی ہے کہ اس میں اسے غلطی نہیں لگتی وہ معصوم عن الخطا ہوتا ہے اور ولی کو سمجھنے میں غلطی لگتی ہے کشف وہی ہوتا ہے لیکن کشف میں اس کی تعبیر اور اس کے مفہوم کو اخذ کرنا یہ ایک الگ بات ہے نبی اس میں غلطی نہیں کھاتا ولی کو اس میں غلطی لگ جاتی ہے اس لیے کہ کشف کیونکہ باتباع نبی ہوتا ہے تو اس کی تعبیر بھی شریعت اور سنت مطہرہ کے اندر ہے اگر کوئی بات اسے سمجھ آئے جو وہ سمجھ رہا ہے اور اس کی بات شریعت سے ٹکراتی ہو تو اس کی بات

سمجھنے میں اس کو غلطی لگ رہی ہو گی صحیح وہ ہے جو شریعت میں ہے یہ الگ سے امتحان میں پھنس جاتا ہے آدمی۔ اس کے ساتھ دوسری بات یہ ہے کہ از قسم ثمرات ہے کسی نہ کسی حد تک اجر میں۔ دو آدمیوں کو احدیت ہے ایک کو احدیت نظر آتی ہے اور دوسرے کو نظر نہیں آتی تو نظر آنے والے کے درجات نظر نہ آنے والے کے درجات سے اس طرح کم ہوں گے کہ اس نے ایک حصہ ثواب کا لے لیا بدلے کا ایک حصہ مشاہدے کی صورت میں حاصل کر لیا۔

سوال :۔ کیا حصول کشف کے لیے دعا کرنا مستحسن عمل ہے یا نہیں؟

جواب :۔ اچھے کام کے لیے دعا کرنا اچھی ہے مثلاً اگر کوئی تجلیات باری کے لیے یا مقامات کے لیے دین کے شوق میں دعا کرتا ہے تو اچھی بات ہے لیکن اگر کوئی تماشہ دیکھنے کے لیے لوگوں کے عذاب و ثواب دیکھنے کے لیے دعا کرے، تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک تو قرب الٰہی کی ہے اور ایک تماشہ دیکھنے کی ہے اچھے کام کے لیے کرتا ہے اچھی بات ہے اور اگر محض دیکھنے کے لیے کرتا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

سوال :۔ سلاسل چشتیہ قادریہ سہروریہ میں کسی ذکر لسانی کی مخصوص تعداد پڑھی جاتی ہے ہمارے سلسلہ میں تعوذ کے علاوہ کونسا ذکر لسانی کثرت سے پڑھا جاتا ہے؟ درود شریف، آیہ کریمہ، حسبنااللہ و نعم الوکیل یا کوئی ذکر لسانی کی اجازت فرمائیں تاکہ سب ساتھیوں کو فائدہ ہو۔

جواب :۔ ہمارے تمام سلاسل کے ہاں مختلف مسنون اوارد، وظائف اور دعائیں جو مشکلات کے لیے مسنون ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو کرنے کا حکم دیا ہے مختلف اوقات پر وہ مختلف صورتوں میں کرنے سے فائدہ ہوتا ہے ہمارے ہاں جو مشائخ کا معمول رہا ہے یہ ہے کہ اگر مصیبت دین میں ہو مثلاً دل دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے کچھ اس طرح کی ہو دین کے لیے ہو تو ذکر لسانی میں کلمہ شریف کثرت سے پڑھنے کا حکم ہے اور اگر دوسرے مصائب ہوں کسی طرح کی پریشانیاں ہوں تو اس کے لیے درود شریف کثرت سے پڑھنے کا طریقہ ہے۔ بس یہی دو وظائف جو ہیں مشائخ کا معمول رہا ہے اور کسی بھی اس وظیفے سے منع نہیں کیا جاتا جو سنت کے مطابق ہو ہمارے تمام مشائخ نے جو اختیار کئے ہیں وہ صرف یہی دو ہیں لیکن باقی جو سنت میں ملتے ہیں کہ اس طرح پڑھا جائے اس سے منع نہیں کیا جاتا۔

سوال :۔ کیا صلوۃ والتسبیح کو قضائے حاجات کے لیے پڑھ سکتے ہیں۔

جواب :۔ میں نے اس بارے میں کوئی دیکھا نہیں صلواۃ التسبیح کا جو ایک ہے تصور وہ قرب الٰہی کے لیے اور تلافی مافات کے لیے گناہوں سے معافی کے لیے تو ہے لیکن قضائے حاجات کے لیے شاید ہو لیکن میری نظر سے نہیں گذرا میں نے اس کے فضائل دیکھے نہیں ۔

سوال :۔ کیا ثواب کے لحاظ سے برش ٹوتھ پیسٹ کا استعمال مسواک کا نعم الابدل ہو سکتا ہے۔

جواب :۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر آپ وضو کرتے وقت دانتوں پر انگلی بھی پھیر لیتے ہیں تو مسواک کی سنت ادا ہو جاتی ہے مسواک کسی بھی طریقے سے کر لیا جائے جس سے منہ صاف ہو جائے تو یہ سنت ادا ہو جاتی ہے سنت یہ ہے کہ دانتوں کو یا منہ کو صاف کیا جائے ہم جو اصرار کرتے ہیں خاص طرح کی مسواک پر وہ اصرار ضروری نہیں اس مسواک کے اپنے فوائد ہیں ان لکڑیوں کا بنایا جاتا ہے جو قدرتی طور پر دانتوں کا یا مسوڑوں کا علاج ہیں پیلو کا ہو گا یا اور کسی پھلا کا ہو گا یا کسی کڑوے درخت کا تو ان کا بجائے خود علاج ہونا الگ بات ہے یا خیر القرون میں انہی چیزوں کا دستیاب ہونا ایک الگ بات ہے لیکن ایسا کوئی حکم نہیں ہے کہ صرف وہی مسواک کیا جائے تو سنت ادا ہو گی بلکہ فقہاء نے تو یہ فرما دیا ہے کہ اگر آپ کلی کر کے دانت صاف کر لیں تو مسواک

کی سنت ادا ہو جائے گی تو آپ کسی طرح سے بھی کریں جس سے دانت صاف ہو جائیں گے تو سنت ادا ہو جائے گی۔

سوال :۔ ایسا شخص جس کے پاس سود یا انشورنس کی رقم ہو اور وہ فوت ہو جاتا ہے لیکن فوت ہوتے وقت وہ وصیت کرتا ہے کہ یہ رقم میری بیوی کو دے دینا اور اس کے علاوہ اس کا ذریعہ معاش بھی نہ ہو تو کیا وہ رقم بیوی استعمال کر سکتی ہے؟

جواب :۔ فوت ہونے والے کی جو جائیداد ہوتی ہے وہ وارثوں کی ملکیت ہوتی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ جب تک وراثت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے تو وصیت کرنا ضروری تھا پھر وراثت کے احکام نازل ہو گئے تو وصیت تو قرآن میں موجود ہے لیکن اس پر عمل جو ہے وہ ساقط ہو گیا یہ دو طرح سے ہوا یا تو کسی آیت ہی کو جو نسخ ہوا ہے قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔ صلی اللہ علیہ وسلم تو منسوخ ہونے والی آیت بھی بھلا دی جاتی اور اس کا حکم بھی معدوم کر دیا جاتا۔ دوسرا نسخہ یہ تھا کہ آیت برکت کے لیے اللہ نے باقی رکھی اور اس کا حکم منسوخ کر دیا اس کی جگہ متبادل آیت نازل فرما دی تو وہ بعد میں نازل ہونے والی یا متبادل آیت نازل ہونے والی پر عمل ہوتا ہے اور پہلی پر عمل منسوخ ہو جاتا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ حکم باقی رکھا اور آیت منسوخ کر دی یہ تین صورتیں نسخ کی ہیں۔ جیسے رجم کی آیت منسوخ ہو گئی لیکن رجم کا قرآن میں کوئی نہیں ہے کہ زانی کو رجم کیا جائے تو یہ تین صورتیں نسخ کی ہیں تو یہ جو مرنے والے کی رہ جاتی ہے جائیداد یا دولت یا ملکیت اس میں جو حکم ہے قرآن کا اس کے مطابق اسے تقسیم کیا جائے گا اس کے خلاف وہ وصیت نہیں کر سکتا اگر وہ وصیت کرے گا بھی تو اس کے مطابق کہ میں نے قرض دینا ہے دے دو اتنا اس کو دینا ہے یا اگر وہ وصیت کرتا بھی ہے تو عمل اس کے مطابق ہو گا یہ ویسے قانون ہے کہ مقروض ہے تو اس کا قرض اتار کر اس کی جائیداد تقسیم کر دی جائے گی اور تقسیم اسی طرح سے ہو گی جو شریعت کا حکم ہے۔ اب یہ جائیداد اس نے کہاں سے بنائی تھی یہ جاننا ورثاء کا کام نہیں ہے نہ اللہ نے ان کو اس کا مکلف ٹھہرایا ہے اور نہ ایسی کوئی نظیر ملتی ہے آج تک کہ فلاں آدمی فوت ہوا ہے اس کی جائیداد اس لیے ضبط کر لی گئی کہ وہ صحیح نہیں تھی اس کی دولت ایسی کوئی نظیر آپ کو نہیں ملتی وہ عمل اس کا تھا کہ اس نے کیسے کمائی کس طرح جمع کی اس کا حساب وہ دے گا وارثوں کو جب ملتی ہے تقسیم ہو کر تو ان کا شرعی حق بنتا ہے جب صورت بدلتی ہے تو احکام بدل جاتے ہیں وارثوں کے لیے وہ حرام نہیں رہتی۔ یہ بھی کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اس کی بیوی کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ساری جائیداد اسے دے دیجئے اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہر ایک کا رازق اللہ ہے بیوی بھی لینے کی اتنی ہی حق دار ہے جتنا شریعت نے اس کا حصہ مقرر کیا ہے اس کے بعد اس کا بھی اللہ ہے۔

سوال :۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا رحمتہ اللہ علیہ نے تکبر عجب حب جاہ کو سخت ترین گناہ کہا ہے از راہ کرم روحانی بیماریوں کی تعریف اور علاج ارشاد فرمائیں؟

جواب :۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ہی نہیں کہا بلکہ یہ تینوں بیماریاں ایک شے ہیں اور یہی ساری کفر کی بنیاد ہیں۔ تکبر ہوتا ہے اپنے کو دوسروں سے بہت بڑا سمجھنا اور عجب ہوتا ہے خود کو ہر چیز پہ قادر سمجھ لینا میں جو چاہوں کر سکتا ہوں جب چاہوں ہوتا ہے اقتدار کا لالچ کہ خود کو دوسروں پر مسلط کئے رکھنے کی خواہش رکھنا تو یہ آخری دو جو ہیں عجب اور حب جاہ یہ بھی تکبر ہی کے شعبے یا اس کے مختلف پہلو ہیں اسلام اور تکبر ہی کا مقابلہ ہے۔ کفر پہ قائم رکھنا یہ تکبر ہی کا کام ہے اور دین داری کے باوجود تکبر ایسی شے ہے جو کلی طور پر ضائع نہیں ہوتی اس لیے کہ اگر وہ ضائع ہو جائے تو آدمی کی آزمائش رہتی نہیں آدمی فرشتہ بن جائے بات صرف یہ ہوتی ہے کہ جب اللہ کا نام آتا ہے تو یہ صفت مغلوب ہو جاتی ہے اللہ سے تعلق اس پر غالب آ جاتا ہے۔ انسان کی جو

(باقی صفحہ ۳۵ پر)

دارالعرفان آنے والے احباب کیلئے

چند اصولی باتیں

مولانا محمد اکرم اعوان

الحمد اللہ ۔ اللہ کریم کا احسان ہے کہ حلقہ ذکر چند سالوں میں روئے زمین پر پھیل چکا ہے اور جاپان سے امریکہ تک اور چین سے افریقہ تک حلقہ ہائے ذکر وجود میں آ چکے ہیں اور روز بروز ترقی پذیر ہیں۔ اس دور ظلمات میں بھٹکی ہوئی انسانیت کے لیے یہ حلقہ ذکر مینارہ نور ہے اور تاریخ تصوف میں یہ خصوصیت سلسلہ عالیہ کو نصیب ہوئی کہ بیک وقت روئے زمین کی انسانیت کو برکاتِ نبوی پہنچانے کا سبب بنایا گیا ہے یہ محض رب جلیل کا احسان ہے۔

دوسری بہت بڑی خصوصیت سلسلہ عالیہ کو عطا ہوئی کہ ذکر اذکار میں لوگوں کو مصروف کر کے امور دنیا اور گھریلو ذمہ داریوں سے الگ نہیں کیا گیا بلکہ امور دنیا اور خانگی ذمہ داریوں نیز ذاتی سے لے کر قومی امور تک دیانت و امانت درست اور کارکردگی ہی تصوف اذکار کی برکات اور ترقی مقامات کا معیار گروانا جاتا ہے لوگ مزدوری کرتے ہیں ملازمت کرتے ہیں کاروبار کرتے ہیں اور معاملات دنیا پوری سرگرمی سے چلاتے ہیں اور ساتھ انہیں فناء فی الرسول اور فنا فی اللہ و بقا باللہ ہی نہیں منازل بالا بھی حاصل ہیں اور خواتین بچے پالتی اور گھریلو کام بھی کرتی ہیں اور ساتھ انہیں فنا فی الرسول بھی نصیب ہے یہ سب کوئی آسان کام نہیں بلکہ رب جلیل کا خاص احسان ہے جو کبھی تاریخ کا حصہ بنے گا انشاء اللہ

تیسری خصوصیت اس سلسلہ عالیہ کی یہ ہے اب اپنے ظہور کے بعد کبھی ناپید نہ ہو گا انشاء اللہ العزیز اور حضرت شیخ سلسلہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی کے مطابق ظہور مہدی کے وقت ان سے تعاون کرنے والوں میں سلسلہ عالیہ کے لوگ بھی ہوں گے۔

مندرجہ بالا امور میں سوائے تیسری بات کے جو ایک پیش گوئی کی حیثیت رکھتی ہے باقی دونوں باتیں اظہر من الشمس ہیں اور یہ بات بھی واضح ہے کہ جب بھی کوئی جماعت بڑھتی ہے تو اس کی بنیاد کتنے بھی خلوص سے رکھی جائے اس میں دنیادار ضرور شامل ہونے لگتے ہیں حتیٰ کہ مدینہ منورہ میں جب مسلمان ایک

طاقت بن کر ابھرے تو چند منافقین بھی دنیا حاصل کرنے کو ساتھ ہو گئے جن کا وجود مکی زندگی میں نہ تھا۔ لہٰذا اب جماعت اور سلسلہ محض مخلصین پر مشتمل نہیں رہا بلکہ چند لوگ اب دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے بھی شامل ہو گئے ہیں اور ہوتے رہیں گے مخلصین کے ساتھ منافقین کا گروہ بھی بڑھتا رہے گا اللہ کریم ایسے لوگوں کو بھی ہدایت دے اور سلسلہ عالیہ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے آمین سب سے زیادہ نقصان ایسے لوگ سادہ لوح مخلصین کو پہنچاتے ہیں اور انہیں ادارہ کے کارکنوں کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہوتی ہے کہ کارکن ان کی من مانیوں کی راہ میں روکاوٹ بنتے ہیں اور حد یہ ہے کہ نہ صرف کارکنوں کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے ہیں بلکہ ان کی زہریلی باتوں کا اصل ہدف تو بندہ کی ذات ہوتی ہے جس پر براہ راست حملہ کرنے کی جرات نہ رکھتے ہوئے مختلف حوالوں سے بات کرتے ہیں اس فن میں جو شخص شیخ ہی سے بدظن ہو گیا وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا یہی منافقین کا مقصد بھی ہوتا ہے ان سب امور کے پیش نظر یہاں کا ضابطہ اور طریقہ سب احباب تک پہنچانا مقصود ہے تاکہ دنیاداروں اور منافقین کے شر سے مخلصین کو بچانے کا باعث بن سکے اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

۱۔ سب سے پہلے بات جو ذہن نشین کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ طالب مہمان نہیں ہوتا بلکہ اپنے کام سے آتا ہے لہٰذا احباب یہ خیال دل سے نکال دیں کہ وہ کسی کے مہمان ہیں اور ان کی بہت زیادہ آؤ بھگت ہونی چاہیے ہر گز نہیں بلکہ وہ سیکھنے کے لیے آتے ہیں تو ان کی تعلیم کا یہاں پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے لنگر خانہ اللہ کا ہے اور احباب ہی اس کی خدمت کرتے ہیں یہ پوری کوشش کی جاتی ہے کہ بروقت اور مناسب کھانا دیا جائے اگر اس میں مزید کوئی بہتری کی تجویز کسی ساتھی کے ذہن میں ہو تو بلا تکلف بتا سکتا ہے لکھ کر دے سکتا ہے مگر یہ مہمانداری نہیں ہے اور اس میں تکلفات نہ ہوں گے۔

۲۔ لنگر میں پرہیز کی ضرورت نہیں جو پکا ہو سب کھائیں انشاء اللہ کبھی تکلیف نہ ہو گی مگر نہ کسی کے لیے کچھ خصوصاً" پکے گا اور نہ کسی کو گھر سے کھانا لانے کی یا مقامی اساتذہ کے گھروں سے فرمائش کرنے کی اجازت ہے یہاں آپ لوگ مجاہدہ کرنے آتے ہیں پکنک منانے نہیں آتے۔ ادارہ کی دوکان پر سے اشیاء خریدنے کی اجازت ہے باہر کے ہوٹلوں پر جا کر چائے پینے کی اجازت نہیں اگر کوئی یہ سب برداشت نہیں کر سکتا تو وہ بے شک یہاں نہ آئے اپنی جگہ رہ کر ذکر کر لیا کرے یہی ہدایت خواتین کے لیے بھی ہے۔

۳۔ جو احباب اجتماعات میں شرکت کے لیے آتے ہیں یا الگ سے ذکر کے لیے آتے ہیں انہیں یہاں معتکف کی طرح رہنا چاہیے ذکر کریں تلاوت کریں تسبیحات پڑھیں اور بلا ضرورت مسجد سے باہر نہ جائیں اگر کسی نے یہاں کے لوگوں سے یا مقامی احباب سے دوستی کرنی ہے تو اسے ذکر کے پروگرام سے الگ رکھے اپنے دوست کے پاس ضرور آئے اسی کے پاس ٹھہرے اور مہمانی بھی کھائے سیر بھی کرے ہاں وہاں سے صبح شام کے ذکر میں آ سکتا ہے اجازت ہے مگر ذکر کے لیے آ کر ادارہ میں رہ کر باہر کہیں ملنے ملانے نہیں جا سکتا یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔

۴۔ بعض لوگوں کو اپنی انا کی تسکین کے لیے یہ پلیٹ فارم مل جاتا ہے اور لوگوں کو کبھی دم کرتے ہیں اور کبھی تعویذ دیتے ہیں اسکی یہاں اجازت نہیں ہے اگر کوئی اتنا ہی کامل ہے تو اپنا الگ پیر خانہ بنائے اور وہاں لوگوں کو بلا کر ان سے سلام نیاز اور نذرانے وصول کرے یہ ادارہ لوگوں کو اللہ سے ملانے کے لیے ہے اور انہیں یہ سکھاتا ہے کہ جو مانگنا ہے اپنے رب سے مانگو کسی انسان کا محتاج بنانے کے لیے نہیں۔

اس ضمن میں حافظ عبدالرزاق صاحب کی مثال نہ لی جائے وہ بزرگ ساتھی ہیں اور حضرتؒ کے تربیت یافتہ ہیں اگر وہ نقش دیتے ہیں تو ممکن ہے انہوں نے اعلیٰ حضرتؒ سے اجازت لی ہو گی اور ہاں میرے پاس یہ شکایت بھی نہ لائیں کہ فلاں صاحب سے تعویذ لئے فائدہ نہیں ہوا یہ بھی اسی سے کہیں جس سے تعویذ لئے تھے مگر حافظ صاحب کے علاوہ کوئی صاحب یہاں تعویذوں کی دوکان نہ کھولیں اور نہ کسی پر اپنے دم کا رعب ڈالیں بلکہ اپنا کام کریں جس کی خاطر آپ آئے ہیں خصوصاً خواتین کو دم کرنے کا بہت شوق ہے ان سے التماس ہے کہ یہاں آکر اپنا دم نہ آزمائیں مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ ایک خاتون کو جنات کی تکلیف تھی اور بہت زیادہ بھی تھی بہت عرصے سے بھی تھی تنگ آکر انہوں نے سب حقیقت بندہ کو لکھی ان کا علاج نہایت دردمندی سے کیا گیا جب افاقہ ہوا تو خط میں لکھا مجھے خواب میں ڈر آتا تھا جو اب بھی کبھی کبھار آتا ہے حالانکہ ان کا پہلا خط بھی فائل میں لگا ہوا موجود ہے یہ پہلا اظہار تشکر تھا مگر ہم تو اللہ کے لیے ان کی مدد کر رہے تھے کرتے رہے اجتماع میں تشریف لائیں تو یہاں آکر دوسری عورتوں کو دم کر کے اپنی بزرگی کے جھنڈے گاڑنے لگیں جب یہاں کے کام کرنے والے دوستوں نے پوچھا کہ آپ تو خیر سے گریجوایٹ ہیں اور باہر بورڈ پر ہدایات لکھی ہیں کہ یہاں آکر کوئی دم وغیرہ نہ کرے تو پھر اب آپ سے کیا کہا جائے تو فرمانے لگیں ہاں پڑھا تو تھا مگر غلطی ہو گئی اب انہیں یہ شکایت ہے کہ ادارہ کے کارکن بدتمیز ہیں یعنی ان کے خیال میں وہ خود بڑی باتمیز ہیں ایسے بزرگوں سے گذارش ہے کہ اگر بحیثیت طالب آنا چاہیں تو بصد شوق ورنہ یہاں آنے کا تکلف نہ کریں۔

۵۔ جو ہدایات دی جاتی ہیں سب ساتھیوں کا حق ہے کہ جسے بھی خلاف ورزی کرتا ہوا پائیں ٹوک دیا کریں سوائے ایک دو یا چند کارکنوں کے کوئی بڑا ساتھی اور صاحب مجاز تک پرواہ نہیں کرتے کہ لوگ ناراض نہ ہوں تو کارکن بدتمیز کہلاتے ہیں اگر سب ساتھی احساس کریں تو یہ بہتان چند لوگوں پر نہ لگے خصوصاً شعبہ خواتین میں اور یہ بھی خاص خیال رہے کہ اول تو صرف وہ خواتین آئیں جو آگے کام بھی کرتی ہیں اور یہاں کے قوانین کے مطابق یہاں رہ بھی سکتی ہیں نیز جو بغیر بچوں کے آسکتی ہیں یہاں بچوں کی آؤٹنگ کے لیے ساتھ لانے کی اجازت نہیں کہ چیزیں خراب کرتے ہیں پھول توڑتے ہیں شور مچاتے ہیں اور اوقات ذکر ذاکرین کو پریشان کرتے ہیں ایسی خواتین اجتماع کے علاوہ آئیں اور تھوڑی دیر کے لیے آئیں اور ذکر کر کے واپس چلی جائیں۔ مردوں میں بھی وہ بچہ ساتھ لائیں جو سارے قوانین کی پابندی کر سکے اور رات دن کے سب معمولات میں باقاعدہ شریک ہو ورنہ بچہ ساتھ نہ لائیں اس کی سخت تاکید ہے۔

۶۔ مسائل کی تعلیم کے لیے احباب بھی مقرر ہوتے ہیں اور اوقات بھی لہٰذا ہر کسی کو نئے نئے مسائل بیان کرنے کی اجازت نہیں اگر کسی کو شوق ہو تو مقامی انتظامیہ سے اجازت حاصل کرے اور درست مسائل بیان کرے خصوصاً" خواتین کو علامہ بننے کا بہت شوق ہوتا ہے مثلاً" ایک خاتون نے اس بار مسئلہ بتایا کہ لکڑی یا درخت کی جڑ سے مسواک کی جائے اور کم از کم آٹھ بار وہ مسواک بھی منہ سے نکال کر دھوئی جائے اور منہ بھی کلی کرکے صاف کیا جائے بھلا بتایئے غسل جتنا پانی تو مسواک پہ لگ گیا اور وقت کتنا لگا حالانکہ فقہی اعتبار سے کلی کرتے وقت دانتوں پر انگلی پھیرنا بھی مسنون مسواک کا حکم رکھتا ہے مسواک کرنا تو مستحسن ہے مگر اس طرح نہیں لہٰذا اس قسم کی علمیت یہاں نہ بگھاری جائے۔

۷۔ ذکر، کھانے اور سونے کے اوقات مقرر ہوتے ہیں کسی کو خلاف ورزی کی اجازت نہیں نہ کسی کے لیے خاص کھانا ہو گا نہ یہاں رہ کر نوکر خدمت کریں گے جو عام مسلمانوں اور انسانوں کی طرح رہ سکے بہتر جسے بادشاہوں کی طرح رہنا ہو اور عام ساتھیوں سے الگ کھانا ہو اور مرضی سے سونا جاگنا ہو وہ یہاں تشریف نہ لائے یہاں سب طالب ہیں اور طلباء کی طرح رہیں گے کوئی بڑا ہے یا چھوٹا امیر ہے یا فقیر گیٹ سے باہر اپنا عہدہ چھوڑ آئے اور واپسی پر اسے ساتھ لیتا جائے یہاں سب برابر ہیں کسی ایک کے لیے کوئی خاص سروس نہ ہو گی نہ کوئی امتیازی سلوک ہو گا۔

۸۔ جن لوگوں کو اور خصوصاً خواتین کو میری ذات پر اعتراض ہے وہ یہاں آنے کی تکلیف ہی کیوں کرتے ہیں اپنے پسند کے شیخ کو تلاش کریں اور وہاں جائیں یہاں کے قوانین تو سب کو اپنانے ہوں گے اگر میں کسی سے امتیازی سلوک کرتا ہوں تو وہ صرف ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو اس کی ضرورت ہوتی ہے اور عموماً" مریض ہوتے ہیں جن کو اعتراض ہے اگر وہ بھی بیمار ہو گئے تو ان پر ایسی ہی توجہ کی جائے گی لہٰذا فکر نہ کریں بلکہ دعا کریں اور انہیں صحت مند ہی رکھے۔

۹۔ یہاں پانی کی قلت ہوتی ہے بلا ضرورت اور بار بار وضو کرنے کی اجازت نہیں نیز وضو میں پانی ضائع کرنے کی اجازت نہیں اور کسی مرد یا خاتون کو کپڑے دھونے کی اجازت نہیں جتنے دن ٹھہرنا ہے اتنے دنوں کے کپڑے ہمراہ لائیں اور اکٹھے کرکے گھر جا کر دھوئیں یا پھر یہاں دھوبی سے دھلوا لیں یہاں دھونے کی اجازت نہیں اور یہاں سب طالب ہیں کوئی V.I.P نہ ہے نہ بننے کی امید رکھے میں ایک بار پھر ضرور کہوں گا کہ جو عام آدمی اور یہاں کے ضابطہ کے مطابق رہ سکے صرف وہ آئے دوسرے تشریف ہی نہ لائیں اگر کارکنوں سے شکایت ہے تو مجھے کہیں اگر کسی اصول سے اختلاف ہے تو بھی اپنی رائے ضرور دیں مگر جب تک تبدیلی نہ ہو انہی اصول پر عمل کرنا پڑے گا۔

۱۰۔ اور بہت ضروری۔

صاحب مجاز احباب کو یا کسی بڑے ساتھی کو نذرانے لینے کی اجازت ہے نہ کسی ساتھی کو نذرانے دینے کی اجازت ہے ہر آدمی اپنے حصے کا رزق حلال طریقے سے کمائے اور رب العالمین سے لے دوسروں

کی جیب پر نظر نہ رکھے اور سلسلہ کی عظمتوں کو چند ٹکوں پر فروخت نہ کرے یہ صرف غلطی نہیں بہت بڑا ظلم ہے حضرت عمرؓ نے اپنے گورنر سے کہا تھا کہ جب تم گورنر نہ تھے تو یہ لوگ تمہیں تحفے دیتے تھے؟ عرض کیا نہیں تو فرمایا پھر یہ رشوت ہے اسے بیت المال میں جمع کرا دو۔

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو بحیثیت شیخ اگر کوئی تحفہ لاتا ہے تو مجھے نہ خبر ہوتی ہے نہ جاننے کی کوشش کرتا اور لانے نہ لانے والے سب کو ایک سی توجہ دیتا ہوں لہٰذا تحفوں کے عوض کسی خاص توجہ کی امید نہ رکھیں اور بہتر ہے کہ آپ اپنی رقم دارالعرفان میں دیں مجھے جو ضرورت ہو وہاں سے لے لیتا ہوں اور وہ سب کے سامنے ہوتی ہے باقاعدہ سالانہ آڈٹ میں آتی ہے لہٰذا جس نے یہ کام کرنا ہے محض اللہ کے لیے کرے اور طالبوں سے بھی درخواست ہے کہ کم از کم اللہ کا نام سیکھنے کے لیے تو رشوت نہ دیں جبکہ ہمارا عزم معاشرے کو اس لعنت سے پاک کرنے کا ہے تو یہ نادان خود ہمارے یہاں اس غلاظت کو کیوں پھیلانا چاہتے ہیں اللہ کریم سب کو ہدایت دے تلک عشرۃ کاملۃ یہ باتیں ذہن نشین کر لی جائیں اور ان کا پورا پورا خیال رکھا جائے سلسلہ عالیہ کا مقصد بہتے ہوئے دھارے میں بہنا نہیں بلکہ معاشرے کی اصلاح کر کے اسے اسلامی اصولوں سے نہ صرف ہم آہنگ کرنا ہے بلکہ معاشرے کو اسلام کے نظام کے تابع کرنا ہے یہ کام کب ہو گا یہ اللہ کی مرضی مگر ہماری جان ہمارا مال اور ہماری ساری محنت اسی میں صرف ہوئی انشاء اللہ۔ اللہ چاہے تو ابھی کر دے وہ چاہے تو پتہ نہیں کب ایسا کرے مگر ہم اپنی پوری محنت کرنے کے مکلف ہیں مجھے خبر ہے کہ نہ صرف کچھ ساتھیوں کو اعتراض ہے نہ صرف چند خواتین خفا ہیں بلکہ میرے اپنے بہت سے عزیز ان باتوں سے نالاں ہیں اور مجھ سے بہت زیادہ خفا ہیں مجھے بھی اس بات کا دکھ ہوتا ہے میں بھی انسان ہوں مجھے بھی رشتوں کی ضرورت ہے مگر اللہ کی راہ میں اگر یہ سب قربان ہی کرنا پڑتا ہے تو پھر ماشاء اللہ کسی عزیز کسی دوست اور کسی ساتھی کی بات سلسلہ کے نظام اس کے ڈسپلن اور اس کی ترویج میں آڑے نہیں آسکتی انشاء اللہ جان بھی اسی راہ میں اور اسی کوشش میں صرف ہو گی اچھا ہے مال اور رشتے اس سے پہلے صرف ہو جائیں اور میدان حشر میں بے کسی اور مسکنت لے کر اٹھوں کہ رحمت باری میری بخشش کا سبب بن جائے احباب سے بڑے درد اور پوری شدت سے کہوں گا کہ بجائے اپنی اپنی بات منوانے کے سلسلہ کے ڈسپلن کو پورے خلوص سے اپنائیں ورنہ ڈسپلن کسی پر قربان نہ کیا جائے گا بلکہ بہت سی دوستیاں اور رشتے اس پر قربان ہوتے چلے جائیں گے۔

میرے خیال میں فی الحال یہ کافی ہے اللہ کرے یہ کافی ہو اور مجھے دوبارہ ایسا نہ کہنا پڑے اللہ کریم ہم سب کی خطائیں معاف فرمائے اور ہمیں دین حق کی ترویج و غلبہ کا سبب بنائے آمین۔

فقیر محمد اکرم

★★★